ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
32
www.tanzeem.org
2 تا 8 ذوالحجہ 1439ھ / 14 تا 20 اگست 2018ء

اس شمارے میں

اسرائیل ایک نسلی ریاست

ایمان کے بنیادی اجزاء

مطالعۂ کلام اقبال (82)

نئی حکومت کو درپیش چیلنجز

دیکھیں کیا گزرے ہے......

عِصیان

گھر کے تمام افراد کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں؟

تنظیم اسلامی کی تربیتی سرگرمیاں

قیام پاکستان اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ

پاکستان، اِسلامی مملکت کی حیثیت سے 14 اگست 1947ء کو اس وقت دنیا کے نقشہ پر اُبھرا جب عالمی سیاست میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھی۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مغرب کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مشرقی ممالک جن میں اکثریت اسلامی ملکوں کی تھی، وہ آزادی حاصل کرنے کی غرض سے سرگرمِ عمل تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے مبارک عہد میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی مملکت کے بعد، پاکستان دوسری مسلم ریاست ہے، جو عقیدۂ توحید کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کی غرض سے معرضِ وجود میں لائی گئی۔ اِس مملکتِ خداداد کا نصب العین یہ ہے کہ اس سرزمین میں، اخوت ومساوات اور حریت کے انسانیت پرور اسلامی اصولوں کی روشنی میں، حقیقی جمہوری معاشرہ کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ پاکستانی عوام، پہلے خود اسلامی دستورِ حیات کی دولت سے متمتع ہوں پھر دنیائے اسلام کے اِتحاد، اُس کی ترقی اور خوشحالی کے ضمن میں روایتی اسلامی کردار ادا کریں۔

نظریۂ پاکستان درحقیقت عالمِ اسلام میں ملت کے حقیقی تصور کے احیاء کی تمہید ہے۔ اس اعتبار سے دین اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مسلم ممالک کا باہمی اتحاد اور نتیجتاً عالمی امن وخوشحالی پاکستان کے وجود سے لازم وملزوم ہیں۔

اِس مملکت کے اِنھی بلند مقاصد کے پیش نظر تمام اسلامی ممالک کی نظر میں، پاکستان اسلام کا ناقابلِ تسخیر قلعہ متصور ہے، جسے ابھی حقیقت بننا ہے۔

مطیع اللہ محمود

دولت دنیا مقبولیت کی علامت نہیں!

الہدیٰ (815)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 131، 132

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ زَہۡرَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۬ۙ لِنَفۡتِنَہُمۡ فِیۡہِ ؕ وَرِزۡقُ رَبِّكَ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ﴿۱۳۱﴾ وَاۡمُرۡ اَہۡلَكَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا ؕ لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی ﴿۱۳۲﴾

آیت ۱۳۱ ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ﴾ ’’اور آپؐ کی نگاہیں نہ اٹھیں ان چیزوں کی طرف جو ہم نے ان میں سے کئی لوگوں کو دی ہوئی ہیں‘‘

ہو بہو یہی الفاظ سورۃ الحجر‘ آیت ۸۸ میں بھی آئے ہیں کہ اے نبی ﷺ! آپ! ان کے مال واسباب اور دنیوی آسائش و آرائش کے سامان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں‘ مبادا کسی کو گمان ہو کہ آپ ﷺ کی نظروں میں بھی ان چیزوں کی کوئی وقعت اور اہمیت ہے۔

﴿زَہۡرَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۬ۙ لِنَفۡتِنَہُمۡ فِیۡہِ ؕ﴾ ’’یہ چمک دمک ہے دنیوی زندگی کی‘ تا کہ ہم ان کو اس میں آزمائیں۔‘‘

آپؐ تو حقیقت آشنا ہیں‘ آپؐ تو جانتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کا مال و متاع سب کچھ فانی ہے اور مقصود اس سے صرف لوگوں کی آزمائش ہے۔

﴿وَرِزۡقُ رَبِّكَ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ﴿۱۳۱﴾﴾ ’’اور آپؐ کے رب کا (عطا کردہ) رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔‘‘

اور وہ رزق کون سا ہے؟ سورۃ الحجر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾﴾ ’’اور ہم نے آپؐ کو دی ہیں سات بار بار پڑھی جانے والی آیات اور عظمت والا قرآن۔‘‘

یعنی سورۃ الفاتحہ کی سات آیات! یہ سورت ایک مؤمن کے لیے زندگی بھر کا وظیفہ ہے۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں وہ اس کی تلاوت کرتا ہے۔ گویا یہ روحانی غذا اور روحانی دولت جو ایک مؤمن کو اپنے نبی ﷺ کی وساطت سے عطا ہوئی ہے‘ دُنیوی مال و متاع سے کہیں زیادہ عمدہ اور کہیں زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

آیت ۱۳۲ ﴿وَاۡمُرۡ اَہۡلَكَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا ؕ﴾ ’’اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر جمے رہیے۔‘‘

﴿لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ﴾ ’’ہم آپؐ سے کوئی رزق نہیں مانگتے‘ (بلکہ) ہم خود آپ کو رزق دیتے ہیں۔‘‘

﴿وَالۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی ﴿۱۳۲﴾﴾ ’’اور عاقبت انہی کے لیے (بہتر) ہے جو پرہیزگاری کی روش اختیار کریں۔‘‘

فرمانِ نبوی

قابل رشک کون؟

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثۡنَتَیۡنِ: رَجُلٍ آتَاہُ اللّٰہُ الۡقُرۡآنَ فَھُوَ یَقُوۡمُ بِہٖ آنَاءَ اللَّیۡلِ وَآنَاءَ النَّھَارِ؛ وَرَجُلٍ آتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنۡفِقُ مِنۡہُ آنَاءَ اللَّیۡلِ وَآنَاءَ النَّھَارِ)) (بخاری و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رشک صرف دو انسانوں کے حق میں درست ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن (کے حفظ کی دولت) سے نوازا ہے تو وہ رات اور دن کے اوقات میں قیام میں اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پس وہ رات اور دن کے اوقات میں اس سے خرچ کرتا رہتا ہے۔‘‘

تشریح: کسی کے لیے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر ویسی ہی نعمت کی آرزو و خواہش کرے۔ ہاں اگر وہ نعمت ایسی ہو کہ قرب الٰہی کا ذریعہ بنتی ہو جیسے تلاوت قرآن، صدقہ و خیرات اور ان کے علاوہ دوسری نیکیاں و بھلائیاں تو ایسی نعمت کے حصول کی خواہش و آرزو پسندیدہ ہوگی۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
2 تا 8 ذوالحجہ 1439ھ جلد 27
14 تا 20 اگست 2018ء شمارہ 32
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا .... (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرائیل ایک نسلی ریاست

19 جولائی کو اسرائیلی پارلیمنٹ نے قانون پاس کیا ہے جس کو انہوں نے Basic Law قرار دیا ہے۔ اس قانون کا نام جیوش نیشن سٹیٹ لاء (Jewish Nation-State Law) ہے۔ یہ تو قارئین جانتے ہوں گے کہ اسرائیل کا کوئی باقاعدہ تحریری آئین نہیں ہے وہ تورات کو اپنا آئین کہتے ہیں۔ جیوش نیشن سٹیٹ لاء کی عبارت بڑی مختصر مگر جامع ہے۔ اسے اسرائیل کا آئین قرار دیا جا سکتا ہے۔ عالمی تجزیہ نگاروں نے اس قانون کو نسل پرست قانون قرار دیا ہے۔ اسرائیلی ایک عرصہ سے اپنی پارلیمنٹ جسے وہ کنا سا کہتے ہیں، سے یہ قانون پاس کروانا چاہتے تھے، لیکن یہ بات آڑے آ جاتی تھی کہ دنیا کا اس پر کیا ردعمل ہوگا؟ کیونکہ عالمی سطح پر نسل پرستی کو ایک جرم سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی جرم ہے۔ زیادہ پرانی بات نہیں کہ اسی بنا پر جنوبی افریقہ کا ساری دنیا نے بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ بالآخر جنوبی افریقہ کی یہ نسل پرست حکومت ختم ہوگئی یعنی وہاں نسل پرستی کی بنیاد پر بنے ہوئے قوانین ختم کر دیئے گئے۔ ہم چاہیں گے کہ ہمارے قارئین اس کالے قانون کے چند بنیادی نکات جان لیں۔

(1) استصواب رائے میں صرف یہودی حصہ لیں گے۔ اسرائیل کو یہودی قوم کی تاریخی سلطنت قرار دے دیا گیا ہے۔ گویا یہودیوں کے علاوہ دوسرے تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے عوام دوسرے درجہ کے شہری سمجھے جائیں گے اور تمام معاملات صرف یہودی طے کر سکیں گے۔ (2) یہودی آبادکاریاں (Settlements) اسرائیل کے قومی مفاد کا اہم جز ہوں گی۔ یہاں یہ بات سمجھ لینا ہوگی کہ غیر یہودی عربوں اور یہودیوں کے مابین فساد کی اصل جڑ یہی یہودی آبادکاری ہے اور یہ عالمی قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ دراصل یہ قانون دو ہزار سال سے بکھرے ہوئے یہودیوں کو فلسطینیوں کی زمینوں پر جمع کرنے کی ایک کوشش ہے۔ (3) تقسیم شدہ نہیں پورا یروشلم اسرائیل کا دارالخلافہ ہوگا۔ (4) عبرانی زبان اسرائیل کی سرکاری زبان ہوگی۔ عربی خصوصی سٹیٹس کی زبان ہوگی، یعنی سرکاری سطح پر اسرائیل میں عربی زبان کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ حالانکہ اسرائیل میں خاصی بڑی تعداد میں غیر یہودی عرب بستے ہیں۔ (5) یہودیوں کے قومی شعائر یہ ہوں گے۔ (I) اسرائیلی جھنڈا (II) مینورا (یہودیوں کی ایک خاص موم بتی جو وہ مذہبی رسومات میں استعمال کرتے ہیں) (III) یہودی مذہبی تعطیلات (IV) ماطقوا (وہ قومی ترانہ جو کہ 1897ء کی پہلی عالمی صیہونی کانفرنس میں ترتیب دیا گیا تھا) (V) عبرانی کیلنڈر (سال کا آغاز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالے جانے والے وقت سے ہوتا ہے) (VI) اسرائیل کا یوم آزادی (14 مئی 1948ء)

اس نوعیت کی قانون سازی یہودیوں کی پرانی سوچ اور خواہش تھی، لیکن امریکہ جیسی سپر قوت کے سابقہ صدور اُن سے متفق ہونے کے باوجود یہ جرأت نہ کر سکے کہ اس حوالہ سے وہ اسرائیل کی کھلم کھلا پشت پناہی کریں۔ ڈونلڈ ٹرمپ جس کا ذہین داماد جیرڈ کشنر ایک انتہا پسند سوچ رکھنے والا صیہونی ہے اور صدر ٹرمپ کا نہ صرف اہم ترین مشیر ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصلاً وہ ہی وائٹ ہاؤس سے اپریٹ کر رہا ہے اور ہماری رائے میں ٹرمپ کو امریکی صدر بنانے کی اہم وجہ یہ تھی کہ اس طرح عالمی حالات اور ردعمل کی پرواکیے

بغیر امریکہ اسرائیل کی اندھا دھند مدد کر سکے گا۔ حالانکہ یہ نیا قانون بین الاقوامی قوانین کی سپرٹ کے واضح طور پر خلاف بنایا گیا ہے۔ اس سے نسل پرستی کے خاتمے کا قانون زیرو ہو جاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے قانون کے مطابق تو نسل پرست ریاست کے خلاف سزا مقرر ہے۔ پھر یہ کہ یو این او کے چارٹر کی دھجیاں اُڑا دی گئیں۔ بنیادی حقوق کا قانون تہ و بالا ہو گیا۔ غور کیا جائے تو اس قانون کے بعد جنیوا کنونشن تو بے معنی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ قانون درحقیقت اقوام متحدہ اور اُس کے قوانین اور ضوابط کو بُری طرح ٹھکرا دینے کے مترادف ہے۔ اقوام متحدہ کے چھوٹے چھوٹے قوانین یا ضابطوں کی خلاف ورزی پر چیخ اٹھنے والے، اسرائیل کی اس کھلی اور اعلانیہ بغاوت پر خاموش ہیں گویا سب کو سانپ سونگھ گیا ہے۔

کہاں ہیں گلوبلائزیشن اور دنیا کو ایک ایسی زنجیر سے باندھنے کے دعوے، جس کی ہر کڑی کے ذریعے سے دنیا کے تمام ممالک کو جوڑا گیا تھا۔ جمہوریت جو آج کا عالمی دین ہے، اُس کو تہس نہس کر دیا گیا۔ سیکولرازم کے علمبرداروں کی نگاہوں کے سامنے سیکولرازم کو دفن کر دیا گیا۔ انسان کو نسل کی بنیاد پر تقسیم کر کے فاشزم کی بدترین مثال قائم کی گئی۔ یہ قانون مساوات اور جمہوری آزادیوں کے منہ پر زوردار تھپڑ ہے۔ یہ جمہوریت اور سیکولرازم کا کفر ہے۔ لیکن اس وقت جدید دنیا کی حالت ایک قبرستان کی سی ہے، خاموشی ہی خاموشی ہے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اسلامی نظام کے قیام کی خواہش رکھنے والوں کا ذکر تو بعد میں آئے گا۔ آیئے پہلے اُن سیکولرز کا حال پوچھ لیں جن کی زبانیں یہ کہتے کہتے سوکھ گئی ہیں کہ مذہب کا ریاست سے کیا تعلق؟ اُن این جی اوز سے تو پوچھ لیں جو سندھ میں کسی ہندو لڑکی کا مذہب تبدیل کر کے کسی مسلمان سے شادی کرنے پر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگتی ہیں۔ جو قادیانیوں کو غیر مسلم کہنے اور غیر مسلموں کو اقلیت کہنے پر سیخ پا ہو جاتی ہیں۔ اُن عاشقانِ جمہوریت سے تو پوچھ لیں جو آزادی اور مساوات کا ڈھول ہر دم پیٹتے رہتے ہیں اور اسرائیل کو مثالی جمہوریت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہاں پولیس وزیراعظم سے پوچھ گچھ کر سکتی ہے۔ مذہبی رواداری کے نام پر اُن مصلحت پسندوں سے تو پوچھ لیں جو کہتے ہیں رام اور رحیم میں کیا فرق ہے اور خدا یا بھگوان ایک ہی بات ہے۔ یہ سب بتائیں کہ اس قانون کے نفاذ کے بعد غیر یہودی کی اسرائیل میں کیا حیثیت ہو گی۔ اُس کے شہری حقوق، اُس کے قانونی حقوق، اس کی اخلاقی حیثیت کیا ہو گی جبکہ ریاست اُن کی سوتیلی ماں بھی بننے کو تیار نہیں۔ کیا اسرائیلیوں کے اس نعرے نے کہ صرف یہودی Human beings ہیں، باقی سب Gentiles ہیں، Goiyms ہیں۔ تحریری اور قانونی حیثیت اختیار تو نہیں کر لی اور کیا اب قانونی طور پر غیر یہودی انسانیت سے خارج نہیں ہو گئے؟ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ اگر تحریف شدہ تورات یہودیوں کا آئین بن سکتی ہے تو تاقیامت اصلی اور صحیح حالت میں رہنے والا قرآن پاک ہمارا آئین کیوں نہیں ہو سکتا۔ ہم مسلمان کیوں نہ قرآن اور سنت سے ٹکرانے والے اقوام متحدہ کے قوانین اور ضابطوں کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیں۔ غیر مذہب سے تعلق رکھنے والے کو انسان ہی تسلیم نہ کرنا اگر قابل قبول ہو سکتا ہے تو وہ قانون کتنا قابل قدر ہو گا جو ذمی سے جزیہ لینے کی اجازت کے ساتھ ساتھ اس کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کا حکم بھی دیتا ہے۔ جو غیر مذہب کے لوگوں کی عبادت گاہوں کے تقدس کو بھی مجروح نہیں ہونے دے گا۔ جو اس نظام میں مسلمان کو ترجیح تو دے گا لیکن انسان کا بحیثیت انسان احترام کرے گا۔ جو دوسرا مذہب رکھنے والے سے بھی عہد کو اُسی طرح نبھانے کا تقاضا کرے گا جس طرح اپنے ہم مذہب مسلمان سے وعدہ پورا کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ یقیناً اسلامی نظام، عدل، قابل عمل مساوات اور شائستگی کے دائرے میں آزادی کا پیغام دیتا ہے۔ لیکن باطل نظام کے ذریعے جو قبضہ گروپ عالمی اداروں پر مسلط ہے وہ اسرائیل کے غیر انسانی، غیر اخلاقی، غیر فطری اور بدنیتی پر مبنی قانون کے نفاذ پر تو خاموش رہے گا۔ لیکن اسلام کے عادلانہ نظام پر یوں جھپٹے گا جیسے بھوکا بھیڑیا کمزور جانور پر جھپٹتا ہے۔ قصہ کوتاہ اسلام دشمن طاغوتی قوتیں زور آور ہیں اور گفتار کا غازی مسلمان کمزور ہے۔ بہت کمزور لہٰذا وہ اپنی کمزوری کے جرم کی سزا بھگت رہا ہے۔ لیکن مایوس نہ ہوں مایوسی کفر ہے۔ حالات کتنے ناموافق ہوں، اسلامی نظام کے خواہشمندوں کو جدوجہد ترک نہیں کرنا ہو گی بلکہ اپنی اس خواہش کو حقیقت میں ڈھالنے کے لیے اس جدوجہد کو تیز اور تیز تر کرنا ہو گی۔ آج امتِ مسلمہ کی یہ حالت ہماری اپنی غفلتوں اور تن آسانیوں کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں کچھ ناممکن نہیں ہوتا پھر آپ تو کوشش اور جدوجہد کے مکلف ہیں۔ مسلمان Win-Win Position میں ہے۔ اگر خدانخواستہ نتیجہ اس دنیا میں نہیں نکلتا تو اس حیات ابدی کا اجر تو ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ جس کا قرآن میں اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ اللہ سے زیادہ سچا وعدہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ لیکن یاد رکھیے کہ قائداعظم نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا۔ اب اسرائیلی پارلیمنٹ نے مذکورہ بل پاس کر کے اسرائیل کا اصل روپ یعنی نسلی ریاست ہونا بھی ثابت کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر نظام باطل کے خلاف ہم غفلتوں اور مصلحتوں کا شکار رہے تو جان لیں کہ دشمن اب صرف ہمیں پسپا ہی نہیں کرنا چاہتا بلکہ اسرائیل اور بھارت میں ہونے والی قانون سازی بتا رہی ہے کہ امت مسلمہ کو نیست و نابود کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اسرائیل میں غیر یہودی نہیں ہو گا بھارت میں غیر ہندو نہیں ہو گا اور امریکہ و یورپ صرف عیسائیوں کا ٹھکانا ہو گا تو ہم مسلمان کہاں جائیں گے۔ ایک ہی راستہ ہے اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے تن، من، دھن لگا دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی اس دنیا کو بھی جنت نظیر بنا دے گا۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین یا رب العالمین!

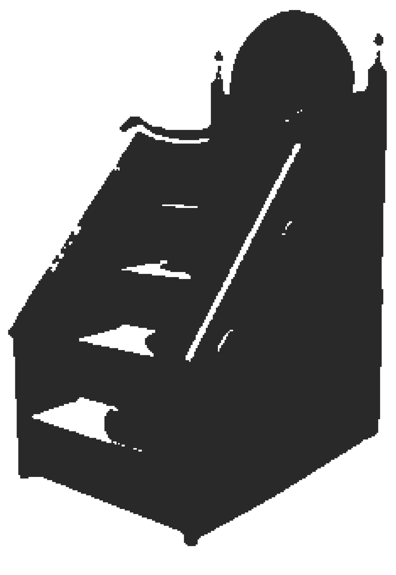

ایمان کے بنیادی اجزاء

(سورۃ التغابن کے پہلے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 3 اگست 2018ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین: کچھ عرصہ قبل ہم نے منتخب نصاب کا مطالعہ شروع کیا تھا جس کے تحت ہم تین دروس کا مطالعہ کر چکے تھے ۔ آج ان شاء اللہ ہم منتخب نصاب کے درس نمبر 4 کا مطالعہ کریں گے جو کہ سورۃ التغابن کے پہلے رکوع پر مشتمل ہے۔ سورۃ التغابن 28ویں پارے کی مدنی سورت ہے۔ یہ ایمان کے موضوع پر بہت جامع سورت ہے جو کہ دو رکوعوں پر مشتمل ہے ۔ پہلے رکوع میں ایمانیات کی حقیقت اور دوسرے رکوع میں ایمان کے ثمرات بیان ہوئے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ تین بنیادی ایمانیات ہیں۔ یعنی اللہ پر ایمان، آخرت پر ایمان اور رسالت پر ایمان۔ اہم ترین اللہ پر ایمان ہے کیونکہ دین کی بنیاد وہ ہے۔ یعنی اللہ کو نہیں پہچانا تو پھر باقی سب ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہو۔ بنیادی چیز ایمان باللہ ہے لیکن ایمان باللہ' اللہ کو ان صفات کے ساتھ ماننے کا نام ہے جو رسولوں نے بتائی ہیں، اپنے ذہن سے اختراع کردہ تصورِ اللہ قابل قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کے دور میں فلسفیوں کا بھی ایک تصورِ اللہ ہے کہ ہاں کائنات کہیں سے تو شروع ہوئی ہوگی اور فرسٹ mover اللہ ہے۔ یہ ایمان کچھ اور ہے۔ لیکن ہم جس اللہ کو مانتے ہیں اور تمام نبی اور رسول جس کے بارے میں بتاتے آئے ہیں وہ علی کل شئی قدیر، بکل شئی علیم ہے اور ہر خوبی سے متصف ہے۔ پوری کائنات اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کی صفت علم یہاں تک ہے کہ تمہارے دل کے اندر چھپے ہوئے عزائم کو بھی وہ جانتا ہے۔ وہ تمہاری نیتوں سے باخبر ہے ۔ یہ اصل ایمان ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی قانونی طور پر اہم ترین ایمان، ایمان بالرسالت ہے۔ اگر اللہ کو مان لیا، لیکن رسول کو نہیں مانا تو پھر وہ ایمان ایمان نہیں ہے ۔ کیونکہ اصل ایمان وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سکھایا۔ آخری رسول محمد ﷺ ہیں اور ان کی حقانیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ قرآن ہے اور یہ مکمل ہدایت ہے جو قیامت تک کے لیے انسانوں کے لیے راہنمائی ہے۔ لہٰذا دین آپ ﷺ پر مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا۔ کیونکہ یہ اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اس میں انسانیت کی ہدایت کا سارا سامان موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ

مرتب: ابوابراھیم

نبی اکرم ﷺ کا اسوہ بھی ہمارے پاس محفوظ ہے ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے'' (الاحزاب:21)

اللہ کے رسول ﷺ نے کس طرح کی زندگی گزاری اس کی بھی ساری کی ساری تفصیل احادیث کی صورت میں موجود ہے ۔ اس کے بعد ایمان بالآخرت ہے۔ سورۃ التغابن کے اس رکوع میں ان تینوں ایمانیات کے حوالے سے بڑی جامعیت اور بڑی خوبصورت ترتیب کے ساتھ راہنمائی دی گئی ہے۔ سب سے پہلے فرمایا:

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①﴾ ''تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ شے جو زمین میں ہے۔ اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کے لیے حمد ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

آسمانوں اور زمین کی ہر شے اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے۔ تسبیح کیا ہے؟ یہ کہنا کہ اللہ پاک ہے، ہر نقص سے، ہر عیب سے، ہر کوتاہی سے ۔ ہر خامی سے ۔ جیسے سبحان اللہ کہنا یہ بھی کلمۂ تسبیح ہے۔ فلسفیوں کے ہاں بھی ایک perfect being کا تصور زیر بحث آتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ ہے جو ہر خامی، ہر نقص، ہر کمی سے مبرا و منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود تو اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے لیکن ہمیں امتحاناً غیب میں رکھا ہوا ہے۔ ہم براہ راست اللہ کو دیکھ نہیں سکتے۔ تو پھر اسے کیسے پہچانیں گے؟ اور اس کا تعارف کیا ہوگا؟ اس حوالے سے دو چیزیں ذہن میں رکھیں تو تعارف پورا ہو جائے گا۔ ایک یہ کہ وہ ایسی ہستی ہے کہ جو ہر خامی، ہر عیب، ہر نقص سے مبرا ہے اور دوسری یہ کہ وہ ہر خوبی سے متصف ہے۔ یعنی تمام اعلیٰ صفات کا مالک ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب انسان کہتا ہے سبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے، ہر عیب سے، ہر نقص سے، ہر کمی سے، ہر کوتاہی سے تو گویا اس نے اللہ کی معرفت کا آدھا سفر طے کر لیا۔ یہ نصف میزان ہے اور کلمہ حمد سے میزان مکمل ہو جاتا ہے۔ یعنی تسبیح کا مطلب ہوا کہ وہ ہر کمی، ہر نقص سے پاک ہے اور تحمید کا مطلب ہوا کہ ہر خوبی، ہر بھلائی، ہر اچھائی، ہر خیر کا منبع اور سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ بس ہم اللہ کے بارے میں یہی جان سکتے ہیں۔ یہی کمال معرفت ہے۔ باقی ہمارے اندر ایک ایسا آلہ ہے جو

عہد الست کی وجہ سے اللہ کی پہچان رکھتا ہے کہ ایک ہستی ہے اور وہی ہماری خالق ہے، مالک ہے۔ظاہر ہے کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اپنی مرضی سے دنیا میں آیا ہوں اور پھر ہمارا اختیار بھی نہیں ہے کہ ہم اس دنیا میں جتنا چاہیں رہیں، کوئی رب ہے، مالک ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور اس نے اپنے قواعد وضوابط کے ساتھ ہمیں یہاں رکھا ہوا ہے۔ زمین کی ہر شے اسی اللہ کی تسبیح کرتی ہے یعنی زمین کا ہر ذرہ زبان حال سے اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ وہ ہستی ہر اعتبار سے پرفیکٹ ہے اور حمد اسی کے لیے ہے۔ والد محترمؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی اچھی پینٹنگ دیکھ کر اس کی تعریف کرتا ہے تو وہ اصل میں مصور کو داد دے رہا ہے۔اسی طرح سے اس کائنات کی ساخت پر جب بندہ غور کرتا ہے تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

﴿الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾﴾ ''(وہ اللہ کہ) جس نے بنائے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر۔تم نہیں دیکھ پاؤ گے رحمٰن کی تخلیق میں کہیں کوئی فرق۔ پھر لوٹاؤ نگاہ کو' کیا تمہیں کہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟'' (الملک:3)

جس قدر ہمارا سائنس کا علم آگے بڑھ رہا ہے اتنا ہی انسان کے اوپر یہ عظمت منکشف ہو رہی ہے کہ جس رب نے یہ کائنات بنائی ہے وہ کتنا عظیم ہوگا۔آج سے دو تین سو سال پہلے انسان یہ سمجھتا ہوگا کہ بس فلاں کونے تک کائنات کا آخری سرا ہے۔لیکن اب انسان نے جو ترقی کی ہے اس کے باوجود بھی وہ جب غور کرتا ہے کہ کائنات کی پنہایاں، وسعتیں کہاں تک ہیں تو وہ تھک ہار کر بیٹھ جاتا ہے کہ ابھی تک تو ہم نے اس کے بہت تھوڑے حصے کا پتا لگایا ہے باقی کا تو ہمیں پتا ہی نہیں ہے۔ ابھی تک کسی کو اس کائنات کی آخری حد کا اندازہ نہیں ہے اور یہ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ بہرحال ہم اللہ کی قدرت اور اس کے علم کا احاطہ کر ہی نہیں سکتے۔اس کا علم لامتناہی ہے۔اس کے بارے میں ہم بس یہی کہہ دیں گے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے، ہر شے سے باخبر ہے۔بس یہی ہمارے علم کی انتہا ہے۔دوسری آیت میں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّ مِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲﴾﴾ ''وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے' پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مؤمن اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

حقیقت تو اپنی جگہ رہے گی لیکن انسانوں میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ کچھ اللہ پر ایمان رکھنے والے ہیں اور کچھ اللہ کے منکر ہیں۔اس کے باوجود کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ خود پیدا نہیں ہو گئے بلکہ انہیں کسی نے پیدا کیا ہے۔ قرآن نے بھی یہ کہا ہے:

﴿اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَیۡرِ شَیۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿ؕ۳۵﴾﴾ (الطور) ''کیا یہ بغیر کسی کے بنائے ہوئے خود بن گئے ہیں یا یہ خود ہی خالق ہیں؟''

ظاہر ہے انہوں نے خود تو اپنے آپ کو تخلیق نہیں کیا تو پھر ایک ہستی ہے جو خالق و مالک ہے اور وہ وہی اللہ ہے۔ ہر شے اللہ کی نظر میں ہے۔تیسری آیت میں فرمایا:

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ﴾ ''اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا حق کے ساتھ''

گریک مائتھالوجی اور ہندوؤں میں ایک تصور یہ بھی رہا ہے کہ آسمان میں دیوی اور دیوتا ہیں جنہوں نے دنیا میں یہ انسان بنائے ہیں۔ وہ آپس میں لڑتے بھی رہتے ہیں اور آسمان پر بیٹھ کر دنیا کا نظارہ کرتے رہتے ہیں۔ گویا اس دنیا کا کوئی مقصد نہیں ہے۔صرف اپنی تفریح کے لیے دیوتاؤں نے یہ دنیا تخلیق کی ہے اور وہ تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔

بازیچۂ اطفال ہے دنیا میرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

جبکہ ہمارے نزدیک ایسا بالکل نہیں ہے۔ یہ دنیا ایک عظیم مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہے۔

پریس ریلیز 10 اگست 2018ء

کیا دنیا میں مسلمان ہونا جرم بن گیا ہے؟

قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں اب مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہو چکی ہیں

حافظ عاکف سعید

کیا دنیا میں مسلمان ہونا جرم بن گیا ہے؟ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل فلسطینیوں کی نسل کُشی پر اترا ہوا ہے۔ بھارت کشمیر پر جس طرح فوج کشی کر رہا ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کشمیریوں کی نہیں صرف سرزمین کشمیر کی ضرورت ہے۔ آسام میں 40 لاکھ مسلمانوں کو شہریت سے محروم کر دیا گیا ہے۔قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام دشمن قوتیں اب مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کراچی میں درس قرآن دینے والی ایک خاتون کی گرفتاری کے موقع پر چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کرنے پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں تو کم از کم بنیادی دینی اخلاقیات کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدالتیں موجود ہیں، اگر کوئی فرد کسی جرم میں ملوث ہے تو اس کو عدالت میں پیش کرنا ایک ضروری امر ہے تاہم اسے اپنی صفائی کا حق دیا جانا چاہیے۔ اس طرح اچانک شہریوں کا اُٹھایا جانا اور انہیں اپنی صفائی کا موقع بھی نہ دینا اسلامی ہی نہیں انسانی تقاضوں اور اخلاقیات کے بھی سراسر خلاف ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

یہ دنیا کوئی رام کی لیلا یا دیوتاؤں کا کھیل نہیں ہے بلکہ اس کی تخلیق بہت بامقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ﴾ ''اور اُس نے تمہاری صورت گری کی تو بہت ہی عمدہ صورت گری کی۔''

بندہ اپنی تخلیق پر ہی ذرا غور کرے کہ اس کو کس ساخت پر بنایا گیا ہے؟ اس کے اندر کیا کیا صفات رکھی ہیں، اور کیا کیا potentials ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات میں نمبر ون پر رکھا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝٧٠﴾ (بنی اسرائیل) ''اور ہم نے بڑی عزت بخشی ہے اولادِ آدمؑ کو اور ہم اٹھائے پھرتے ہیں انہیں خشکی اور سمندر میں اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور انہیں فضیلت دی اپنی بہت سی مخلوق پر، بہت بڑی فضیلت۔''

فرشتوں کو بھی اس کے سامنے جھکایا گیا۔ ابلیس بھی ہمارا دشمن اسی لیے ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ یعنی اللہ نے تمام مخلوقات میں آدم کو مقدم رکھا۔ آگے فرمایا:

﴿وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝٣﴾ ''اور اُسی کی طرف (سب کو) لوٹنا ہے۔'' (التغابن)

یعنی یہ سب کچھ جو اللہ نے تمہیں دیا ہے، یہ صلاحیتیں، یہ مال و دولت، یہ شعور، یہ علم، یہ سب بے مقصد نہیں دیا بلکہ یہ سب کچھ ایک آزمائش کے لیے ہے۔ لوٹ کر تمہیں اللہ کی طرف آنا ہے اور اس سب کچھ کا حساب دینا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝٤﴾ ''وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ اُس سے بھی باخبر ہے جو تمہارے سینوں کے اندر ہے۔'' (التغابن)

یہ اللہ کی صفتِ علم کا بیان ہے۔ ایک تو مجموعی طور پر بتا دیا کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ اس سے باخبر ہے۔ لیکن اس کا علم صرف سطحی نہیں ہے بلکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو اعلانیہ کرتے ہو سب سے باخبر ہے۔ کوئی شے اس سے مخفی نہیں ہے۔ جو دل میں امنگیں ہیں، خواہشات ہیں، تمنائیں ہیں، جو نیتیں ہیں ان سے بھی وہ باخبر ہے۔ لہٰذا اس کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ شاید تمہیں بھی اپنی نیتوں کا اتنا نہ پتا ہو جتنا اللہ کو پتا ہے۔ اگلی دو آیات میں ایمان بالرسالت کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝٥﴾ ''کیا تمہارے پاس خبریں آ نہیں چکی ہیں ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا پہلے تو انہوں نے اپنے کیے کی سزا چکھ لی اور ان کے لیے دردناک عذاب بھی ہے۔''

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا﴾ ''یہ اس لیے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول آتے رہے واضح نشانیاں لے کر تو انہوں نے کہا کہ کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ پس انہوں نے کفر کیا اور رُخ پھیر لیا''

یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سی قوموں کی طرف اپنے رسول اور انبیاء بھیجے لیکن ان قوموں نے ان کی نافرمانی کی۔ جس کے نتیجہ میں ان قوموں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے اور خطاب اہل عرب سے ہے کہ کیا تم تک ان قوموں کی خبر نہیں پہنچی۔ یہ سوال اس لیے تھا کہ عرب جانتے تھے کہ کون کون سی قومیں رسولوں کی نافرمانی کر کے عذاب کا شکار ہوئیں۔ قریش مکہ خود حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام تھے جس کی نسل بنی اسرائیل میں دو ہزار سال نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ بنی اسماعیل میں اگرچہ اس دوران کوئی نبی نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے وہ بت پرستی میں پڑ گئے تھے لیکن وہ بھی جانتے تھے کہ مختلف قوموں پر اللہ کے عذاب رسولوں کی نافرمانی کی وجہ سے آئے ہیں۔ کیونکہ اہل عرب کے تجارتی قافلے اکثر قوم عاد وثمود اور قوم لوط کے کھنڈرات کے پاس سے گزرتے تھے اور اس وجہ سے انہیں کئی رسولوں اور ان کی قوموں کے حالات معلوم تھے۔ اسی طرف توجہ دلا کر انہیں باور کرایا جا رہا ہے کہ رسولوں کی نافرمانی کی وجہ سے نہ صرف دنیا میں عذاب آیا بلکہ آخرت کا اصل عذاب بھی ان کے لیے باقی ہے۔ یعنی ایک طرح سے یہ ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو قرآن کے مخاطبین ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝٦﴾ ''اور اللہ نے بھی (ان سے) بے نیازی اختیار کی۔ اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز، ستودہ صفات۔''

اسے کسی کی حاجت نہیں ہے، اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ غنی اور حمید ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی حمد میں مشغول ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کی حمد کرے نہ کرے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اگلی آیت میں ایمان بالآخرت کا بیان ہے۔ ایک ہی آیت میں بڑے زوردار انداز میں فرمایا:

﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا ۚ﴾ ''کافروں کو یہ زعم ہے کہ وہ (مرنے کے بعد) ہرگز اٹھائے نہیں جائیں گے۔''

اہل عرب کا یہ کہنا تھا کہ ہم مر گئے تو بس مٹی میں مل کر ختم ہو جائیں گے لہٰذا وہ سمجھتے تھے کہ کوئی آخرت نہیں ہے اور کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ آنحضور ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ آپ کہتے ہیں کہ دوبارہ اٹھایا جائے گا تو پھر ہمارے آباء واجداد کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لاؤ تب ہم مانیں گے کہ اللہ دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝٧﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے: کیوں نہیں! مجھے میرے رب کی قسم ہے، تم لازماً اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں لازماً جتلایا جائے گا ان اعمال کے بارے میں جو تم نے کیے ہیں۔ اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔''

یہاں ایمان بالآخرت کے حوالے سے دلیل اس بات کو بنایا گیا ہے کہ حضور ﷺ خود قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ قیامت ہو کر رہے گی۔ حضور ﷺ کی صداقت اور امانت کی گواہی خود قریش مکہ دیتے تھے لہٰذا جب آپ ﷺ قسم کھا رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ قیامت ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی ذات ہی اس بات کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔

یہ حقیقت بیان کرنے کے بعد اگلی آیات میں ایمان کی پُرزور دعوت دی گئی جس کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ آئندہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دولتِ ایمان عطا فرمائے اور ہر معاملے میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے اور اللہ ہی سے اپنے ایمان کے لیے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

محض فلاحی نہیں، اسلامی فلاحی ریاست

حافظ عاکف سعید
(امیر تنظیم اسلامی)

الحمدللہ ، حالیہ انتخابات کے پولنگ والے دن گزشتہ انتخابات کی طرح کوئی لڑائی جھگڑا اور جانی و مالی نقصانات نہ ہونے کے برابر تھے۔تاہم بدقسمتی سے اس کے نتائج متنازعہ بن گئے۔ہم اس بحث میں تو نہیں پڑتے کہ دھاندلی ہوئی یا نہیں، یا اگر ہوئی تو کس پیمانے پر اور اس میں قصوروار کون تھا؟ البتہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے ہاں نہ تو پہلے کسی نے ہار تسلیم کی ہے اور نہ اب کر رہا ہے۔بہرحال عمران خان کی جماعت مرکز، پنجاب اور خیبر پختونخوا میں حکومت بناتی نظر آرہی ہے۔مجھے اس وقت عمران خان کی اس تقریر کے حوالے سے کچھ عرض کرنا ہے جو انتخابات میں کامیابی کے بعد انہوں نے کی ہے۔جو باتیں انہوں نے کی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ پاکستان میں غربت اور جہالت کے خلاف بھرپور کام کرنے کی ضرورت ہے جس میں کوئی دو رائے نہیں ہوسکتیں۔ہمارے ہاں بیروزگاری کا جو عالم ہے اور لوگ جس تیزی سے خطِ غربت سے نیچے جا رہے ہیں اس کو پیشِ نظر رکھا جائے تو ہمیں عمران خان کی اس بات سے اتفاق کرنا پڑے گا۔اس پر تو کام لازماً ہونا چاہیے۔عوام کو جلد اور سستا انصاف درکار ہے اور ایک دیانتدار قیادت کی بھی ضرورت ہے۔ ان کے خطاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنانے کا تہیہ کرلیا ہے لیکن ہم اسے ایک اور زاویے سے بھی دیکھ رہے ہیں۔پاکستان کو محض ایک فلاحی ریاست بنانا تو مقصود نہیں۔ویسے یہ بھی اپنی جگہ ایک کارِخیر ہے۔فلاحی ریاست کا تصور جو اسکینڈے نین ممالک کا ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسی قسم کی فلاحی ریاست کا تصور عمران خان کے ذہن میں ہے۔ہماری رائے میں ہمیں محض فلاحی ریاست نہیں چاہیے بلکہ اسلامی فلاحی ریاست ہمارا مقصود ہے۔ہمارے پاس یہ گنجائش نہیں کہ اسلام کی محض چند باتوں کو لے لیں اور باقی باتوں کو چھوڑ دیں۔ہم قرآن حکیم کی اس آیت کی مسلسل تکرار کرتے رہتے ہیں کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم اسلام کی کچھ باتیں مانیں اور کچھ کا انکار کریں تو یہ طرزِ عمل اللہ کو اس قدر ناپسند ہے کہ وہ دنیا میں بھی ایسے کام کرنے والوں کو ذلیل و خوار کرے گا اور آخرت میں انہیں شدید ترین عذاب سے دوچار کرے گا۔اسلام ایک وحدت ہے۔اس کے حصے بخرے نہیں کیے جاسکتے۔عمران خان جب ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو ان کی مراد سوشل جسٹس ہوتی ہے۔یقیناً یہ اسلامی نظام کا ایک جز ہے ۔ بلکہ اسلام کا کیچ ورڈ ہی عدل ہے۔عمران خان اسلام کے معاشرتی نظام کے احکامات پر کچھ اقدام کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔بلکہ ان کے رجحانات بتا رہے ہیں کہ وہ اسلام کے معاشرتی نظام کے احکامات کے برعکس راستوں پر چل رہے ہیں۔حالانکہ قرآن حکیم نے انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں میں سب سے زیادہ زور معاشرتی اور سماجی نظام پر دیا ہے۔اگر آپ اسلام کو اسکینڈے نین ممالک جیسی فلاحی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو اس کے نتیجے میں وہاں سے عریانی، فحاشی اور بے حیائی بھی ساتھ آئے گی۔اگرچہ بدقسمتی سے ہم پہلے ہی عریانی فحاشی کے سیلاب کی زد میں ہیں تاہم اگر ہم نے یورپی ممالک کی پیروی شروع کردی تو ہمارے معاشرے کو ایک بھیانک صورتحال کا سامنا کرنے پڑے گا۔ہمیں اسلام کے پورے نظام کو اپنانا ہوگا۔مسلمانوں کو اسلام کے نظام میں کوئی کتر و بیونت قابل قبول نہیں۔اگر ایسا کیا گیا تو اس کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو، نقصان ضرور ہوگا۔

ایک چھوٹا سا معاملہ مملکت پاکستان کو اور بھی درپیش ہے اور وہ یہ کہ امریکہ نے اعلان کردیا ہے کہ وہ پاکستان کی حکومت کو آئی ایم ایف سے کوئی پیکیج لینے نہیں دے گا۔بہرحال اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ شاید یہ امریکی رویہ پاکستان کے لیے ایک نعمت ہی ثابت ہو۔ آج ہم جس بدترین معاشی بحران کا سامنا کر رہے ہیں وہ ماضی کے حکمرانوں کی قرضہ لینے والی پالیسی کا نتیجہ ہے۔ ہم جو ہر وقت دنیا کے سامنے کشکول پھیلائے رہتے ہیں، اسی نے ہمیں ذلیل و خوار کیا ہوا ہے۔ہم اپنے وسائل پر انحصار کریں۔اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں بے پناہ وسائل عطا کر رکھے ہیں۔اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔مغربی قوتیں اس معاملے میں ہمارا بائیکاٹ کریں تو ان شاءاللہ وہ ہمارے لئے خیر کا موجب ہوگا۔ہماری دعا ہے کہ اللہ ہمیں سودی قرض کی لعنت سے نجات دلائے تاکہ ہم آئی ایم ایف اور دوسرے عالمی مالیاتی اداروں سے گریز پر کاربند ہوسکیں۔

ہمارا یہ اقدام اللہ، اس کے دین اور رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کا سبب بنے گا۔اس حوالے سے راقم قوم کے سامنے ایک سے زیادہ مرتبہ قرآنی آیات رکھ چکا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وفادار بنیں گے تو دنیا میں بھی غالب اور سربلند ہوں گے۔یہ اللہ کا وعدہ ہے۔لیکن ہم ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔نجات کا راستہ یہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس راستے پر چلنے اور اس پر آگے سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین ❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ بیٹا، عمر 31 سال، قد 5.11، تعلیم پی ایچ ڈی ——
بیٹی، عمر 35 سال، قد 5.2، تعلیم ایم اے اسلامیات، دونوں گریڈ 18 کے ملازم۔ صرف لاہور سے صوم وصلوٰۃ اور شریعت کے پابند خاندانوں سے رشتے مطلوب ہیں۔

برائے رابطہ: 0324-4022121

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بچیوں، عمر 30 اور 28 سال، پی ایچ ڈی کی طالبات، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے تعلیم یافتہ، برسرروزگار اور شریف فیملی سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4077566

☆ اسلام آباد میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بھانجی، عمر 38 سال، تعلیم ایم اے، ایم ایڈ، کنواری کے لیے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-5122671

سلسلہ وار
82 مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی 3 1۔ خلافتِ آدم

7 خردہ خردہ غیب او گردد حضور
نے حدود او را نہ ملکش را ثغور

انسان (وقت کے ساتھ) اپنے تجرباتی علوم کی بنیاد پر غیب (نامعلوم) کو حضور (معلوم) سے بدل رہا ہے اس کے ان تجرباتی علوم کی انتہاء کی کوئی حد معین نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس کے دائرۂ کار کی حد برآری کے کوئی نشان نظر آتے ہیں

8 از وجودش اعتبارِ ممکنات
اعتدالِ او عیارِ ممکنات

اس (حضرت انسان کا) وجود اور اس کی ضروریات و تقاضے ہی (اس زندگی میں) ممکنات کی کسوٹی ہے اور (انتہا پسندی سے بچ کر) اعتدال کی راہ ہی اس کی فکر وعمل کی مادی ظہور میں ڈھل جانے کا معیار ہے

9 من چہ گویم از یم بے ساحلش
غرق اعصار و دہور اندر دلش!

حضرت انسان کا دائرہ کار ایک بے ساحل سمندر کی طرح ہے (جس کے بارے میں) میں کیا اور کیوں بولوں اس انسان کی دل (کی دنیا) میں ایسی وسعت و گیرائی ہے کہ صدیوں (کے واقعات) اور (تہذیبوں کے عروج و زوال کے) زمانے اس میں سمائے ہوئے ہیں

10 آنچہ در آدم بگنجد عالم است
آنچہ در عالم نگنجد آدم است!

(اربوں کہکشاؤں پر مشتمل) کائنات آدم میں سماجاتی ہے اور یہ کائنات اس کی صلاحیتوں کے فروغ کا میدان ہے اور جو ساری کائنات میں نہ سماسکے وہ انسان اور آدم ہے

7۔ انسانی زندگی میں کئی مراحل آتے ہیں بچپن، لڑکپن، جوانی پھر 40 سال کی عمر کے بعد مراحل ہیں۔ دس سال کی عمر کے بہت سے 'غیب' 20 سال کی عمر میں اور جوانی کی عمر کے بہت سے 'غیب' بڑھاپے میں 'حضور' اور 'شہود' بن جاتے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے انسان اجتماعی طور پر اسی طرح اپنی پختگی (MATURITY) کی عمر میں ہے اور تجرباتی طور ماضی قریب و بعید کے بہت سارے 'غیب' آج آشکار ہوگئے ہیں۔ حتیٰ کہ بہت ساری سرگرمیاں جو پہلے معجزہ تھیں آج ہر انسان کی دسترس میں ہیں۔ اس علمی سفر میں انسان کے لیے کوئی حد (CEILING) اور چھت یا عالم اسباب میں کوئی لکیر اور حد برآری نہیں ہے۔ ❶

8۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے لیے عقل انسانی، شعور اور ضمیر، وہ بلند پایہ عطیاتِ خداوندی میں جو انسانی سرگرمیوں کو زمین سے آسمانوں تک پہنچا رہی ہیں۔ بقول اقبال ؎

عروجِ آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

عقل و منطق میں جو چیز آج 'ممکن' ہے وہ کل ایک حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے اور انسان خدائی کا دعویٰ کر کے اپنی حدود سے نہ نکلے تو یہی جذبہ عشق ہی نئی دنیائیں اور نئی کہکشائیں دریافت کرا دیتا ہے۔

9۔ علامہ اقبال کے نزدیک انسانی کمالات اور انسانی شعور سے پھوٹنے والی لہروں کی پہنچ کہاں تک ہے؟ کوئی انسان اس پر کہاں تک لب کشائی کرسکتا ہے۔ گزشتہ کل کے کام سے آج کی دنیا بنی ہے اور آج کی انسانی تگ وتاز سے آنے والے کل کی دنیا (ایجادات، نظریات مشاہدات وغیرہ) وجود میں آئے گی۔ انسانی 'دل' ایسا 'ناپیدا کنار' میدان یا سمندر ہے کہ سارے (صدیوں کے) واقعات اور عہدِ اَلست کی یادیں بھی اس میں منعکس ہیں اور مستقبل کے واقعات کے دھندلے پرچھائیں بھی اس میں نظر آتے ہیں۔ ❷ بقول حضرت سلطان باہوؒ: ع

دل دریا سمندروں ڈونگھے تے کون دلاں دیاں جانے ھُو

10۔ یہ کائنات بڑی وسیع ہے۔ خوردبین سے نظر آنے والے جراثیم سے لے کر فضا میں بکھری اربوں نوری سالوں ❸ پر پھیلی ہوئی اس کائنات کی بھی حدود ہیں۔ یہ عالم خلق انسان کی سوچ میں سماجاتا ہے اور انسان (ابن آدم) اس پورے جہاں میں نہیں سماسکتا۔ بلکہ اس انسان کی جولانگاہ اور اس کی صلاحیتوں کے فروغ کا میدان اس سے بھی کہیں وسیع اور رنگارنگ ہے۔ انسان کا وجود صرف 'عالم خلق' کو ہی نہیں 'عالم امر' کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس لیے انسان کائنات کے علم کے علاوہ اور اس پر مستزاد معرفت ربانی سے بھی حصہ پاتا ہے اور شعورِ اِلٰہ رکھتا ہے بلکہ صحیح اِلٰہ اور غلط اِلٰہ میں تفریق کرسکتا ہے اس لیے کلمہ 'لا اِلٰہ اِلا اللہ' کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے ہی دوسری جگہ فرمایا ہے ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

اور اس سے بڑھ کر ان کا میدان کار اور زیادہ وسیع ہے۔ فرمایا

در دشت جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

❶ حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا میرے آئینۂ ادراک میں ہے

❷ ایک حدیث کا مفہوم یوں ہے کہ اللہ دل کی وسعت کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

من نہ گنجم درزمین وآسماں لیک گنجم دردل مومن عیاں

❸ نوری سال۔ روشنی کی رفتار تقریباً 3 لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے اور روشنی ایک سال میں کتنا سفر کرے گی وہ نوری سال کہلاتا ہے۔

صرف سوشل جسٹس ہی اسلام نہیں بلکہ تینوں اجتماعی شعبوں یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت کے لحاظ سے بھی اسلام کے نفاذ کی ضرورت ہے۔ لیکن لگتا ہے عمران خان کا ریاست مدینہ کے حوالے سے تصور محدود ہے: ایوب بیگ مرزا

ہمیں کسی فوری تبدیلی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ ہمارا پورا نظام ستر سال سے جن چیزوں پر قائم ہے ان کو ٹھیک کرنے میں ٹائم لگے گا اور وہ بھی بشرطیکہ تبدیلی کا عمل اوپر سے شروع کیا گیا: پرویز اقبال

نئی حکومت کو درپیش چیلنجز کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن اور ریاست مدینہ کا بار بار ذکر کس طرح کی حکومت کا تقاضا کرتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان اپنی اکثر تقاریر اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن سے شروع کرتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہماری رائے میں عبادت کا مطلب صرف نماز روزہ نہیں ہوتا بلکہ زندگی بھر کی بندگی ہوتی ہے۔ یعنی اس کے پہلے حصے میں اللہ کی بندگی اختیار کرنے اور اپنی حاکمیت سے دستبرداری کا اعلان ہے۔ جہاں تک دوسرے حصے کا معاملہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ "ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" تو اللہ کرے کہ وہ اس کا صحیح مطلب جانتے ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آنے والی حکومت کا امتحان اسی میں ہوگا۔ کیونکہ آج تک ان ستر سالوں میں جتنی حکومتیں گزری ہیں اور جتنے پاپولر لیڈر ہو گزرے ہیں ان کا اللہ کی مدد پر انحصار کم ہی نظر آیا ہے جبکہ زیادہ انحصار ان کا امریکہ اور دوسری عالمی قوتوں کی مدد پر رہا ہے۔ مثال کے طور پر نائن الیون کے بعد ہم نے افغان جنگ میں امریکہ کا جس طرح ساتھ دیا اس سے یہی لگتا ہے کہ ہمیں عملی طور پر اللہ کی مدد کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عمران خان کے جلسوں کو دیکھا جائے تو اس میں ہمیں اللہ کی بندگی نظر نہیں آتی۔

سوال: کیا 'اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن' اور ریاست مدینہ کا ذکر 'روٹی' کپڑا' مکان کی طرح ایک نعرہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: عمران خان کے ذہن میں اسلام کا جو تصور ہے وہ دینی طبقات کی نسبت مختلف ہے اور وہ سوشل جسٹس تک محدود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جتنا اسلام نافذ کرنا چاہتا ہے اتنا وہ نافذ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ یعنی لوگوں کو میرٹ پہ لانا، لوگوں کو انصاف جلدی مہیا کرنا، کرپشن میں کمی وغیرہ۔ جبکہ ہم اسلام کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی تینوں لحاظ سے نفاذ کے قائل ہیں۔ اسلام کے معاشی نظام میں سود اور دولت کے ارتکاز کو ختم کرنا بھی شامل ہے۔ اسی طرح معاشرتی لحاظ سے اسلام کی جو تعلیم ہے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ لیکن ان کے جلسوں کو دیکھا جائے تو لگتا یہی ہے کہ انہیں اسلام کے

مرتب: محمد رفیق چودھری

معاشرتی تصور کا زیادہ علم نہیں ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک مرتبہ جنرل ضیاء الحق سے ملک میں پردہ کے نفاذ کے لیے کہا تھا تو جنرل صاحب نے کہا "پھر ان خواتین کو کون مطمئن کرے گا۔" ڈاکٹر صاحب نے جواب میں کہا تھا کہ اگر آپ عورتوں سے ڈرتے ہیں تو پھر آپ اسلام نافذ کر چکے! یعنی اگر ہم نے اسلام کے معاشرتی نظام میں اسی طرح بے پردگی، فحاشی اور مرد و زن کا اختلاط قائم رکھا تو پھر وہ اسلام نہیں ہوگا۔

سوال: پی ٹی آئی میں علماء بھی موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے بھی عمران خان کا اسلام کے حوالے سے محدود تصور برقرار رہے گا یا اس میں کوئی تبدیلی بھی آئے گی؟

پرویز اقبال: اصل میں ہماری قوم کی اکثریت بھی دین کا محدود تصور رکھتی ہے۔ اسی طرح کا معاملہ علماء کا بھی ہے کہ ان میں سے بھی بہت سارے لوگ اسی مادی دنیا کے پیچھے ہی لگے ہوئے ہیں۔ لہٰذا میرا خیال یہی ہے کہ پی ٹی آئی کی حکومت پر عمران خان کی سوچ کا رنگ ہی غالب رہے گا اور اس کے آس پاس جو لوگ ہیں وہ بھی عمران کی سوچ کے حامل ہیں۔ علماء تو ان کے قریب نظر نہیں آتے اور ان کا زیادہ فوکس سوشل جسٹس اور کچھ اصلاحی کاموں پر ہے تاکہ لوگوں کو زیادہ ریلیف ملے۔ کیونکہ ان کے سامنے مغربی نظام ہے اور اسی کو سامنے رکھ کر یہ اپنا نظام چلانا چاہتے ہیں۔

سوال: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن اور ریاست مدینہ کے تصور کا تقاضا کیا ہونا چاہیے؟

پرویز اقبال: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کا تقاضا یہی ہے کہ پورے دین کو سمجھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اللہ کی بندگی صرف نماز روزہ تک محدود نہیں ہے بلکہ پوری زندگی اللہ کی اطاعت میں گزارنے اور ہر معاملے میں اس کی پسند ناپسند کو دیکھنے کا نام بندگی ہے۔ اسی طرح اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ سے ہی مدد مانگی جائے۔ وہی اس کائنات کی سپریم طاقت ہے۔ اسی پر بھروسا کیا جائے۔ لیکن ہم اس وقت قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اور عالمی قوتوں کا پریشر بھی بہت ہے۔ اس صورت حال میں مشکل لگتا ہے کہ عمران خان عالمی قوتوں پر انحصار کیے بغیر رہ سکیں۔ فی الحال تو ان کی سوچ میں یہ چیزیں ہیں ہی نہیں۔

سوال: کیا عمران خان سے قوم نے زیادہ اُمیدیں تو نہیں لگالیں؟

ایوب بیگ مرزا: اگر ہماری توقعات زیادہ ہوئی ہیں تو اس کا کافی حد تک وہ ذمہ دار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے جلسوں میں خطبات کے ذریعے لوگوں کو ایسے باور کرایا ہے جیسے کرپشن بالکل ختم ہو جائے گی یا میرٹ کا بول بالا ہو جائے گا۔ لیکن ہمارے ہاں مغربی جمہوری نظام رائج ہے جو ایک باطل نظام ہے۔ اس کو سامنے رکھیں تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کام کیسے ہوں گے۔ کیونکہ اس کے پاس

تو ابھی فکر بھی پورا نہیں ہے۔ ابھی تو وہ دوسری جماعتوں اور آزاد امیدواروں کا محتاج ہے اور آج کی مادہ پرستانہ دنیا میں کون بلا معاوضہ اپنی حمایت دیتا ہے۔ اس وقت خبریں یہ بتا رہی ہیں کہ وہ ق لیگ کو اپنا اتحادی بنا رہا ہے۔ حالانکہ چودھری پرویز الٰہی پر نیب میں قرضے معاف کرانے کا کیس چل رہا ہے۔ دوسری طرف عمران خان ان کو پنجاب میں سپیکر کا عہدہ دے رہا ہے اور یہ اس جمہوری دور میں مقدس عہدہ شمار کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں پر ہاتھ ڈالے گا؟

سوال: کیا پی ٹی آئی پیپلز پارٹی کی حمایت لے سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل نہیں! کیونکہ اس نے واضح اعلان کیا تھا کہ میں دو جماعتوں سے کسی صورت میں اتحاد نہیں کروں گا۔ ایک مسلم لیگ ن جن کے خلاف میرا جہاد ہے اور دوسری پیپلز پارٹی۔ لہٰذا اب تک کی اطلاع کے مطابق انہوں نے باقی جماعتوں سے تو رابطے کیے ہیں لیکن ان دو جماعتوں سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ حالانکہ پیپلز پارٹی کی کوشش ہے کہ ہمارا اتحاد ہو جائے۔ اگر وہ پی پی پی سے اتحاد کرتا ہے تو پھر وہ عریاں طور پر منحرف ہوگا۔

سوال: اس الیکشن میں الیکٹیبلز کو کیوں شکست ہوئی؟

پرویز اقبال: میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں یوتھ نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ کیونکہ ان کے جلسوں میں نوجوان بہت بڑی تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ اب وہ سب لوگ ووٹ دینے کے قابل تھے لہٰذا انہوں نے پھر الیکٹیبلز کو پسند نہیں کیا اور ان کے ووٹ ان کے خلاف گئے ہیں جس کی وجہ سے الیکٹیبلز کو زیادہ پذیرائی نہیں مل سکی۔ بہر حال اس الیکشن میں عوام نے کافی شعور کا مظاہرہ کیا۔

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک شہروں کا تعلق ہے وہاں تو عوام نے الیکٹیبلز کو بری طرح مسترد کیا ہے۔ لیکن دیہاتوں میں ان کا ناکام ہونا بہت مشکل ہے اس لیے کہ وہاں الیکٹیبلز وڈیرے پن، برادری اور سرمائے کی بنیاد پر بنتے ہیں۔ یعنی دیہاتوں میں عوام نے افراد کو اہمیت دی جبکہ شہروں میں جماعتوں کو اہمیت دی اور اس حوالے سے عمران نے جو فیصلہ کیا وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔

سوال: دوسری جماعتوں کے جو الیکٹیبلز پی ٹی آئی میں شامل ہوئے ہیں اور وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں کیا وہ خلوص کے ساتھ عمران خان کا ساتھ دیں گے یا پھر وہ اس کے لیے مشکلات کھڑی کریں گے؟

پرویز اقبال: بظاہر یہی لگ رہا ہے کہ ان کا عمران خان پر پریشر کافی زیادہ ہے۔ لیکن ہمیں کسی فوری تبدیلی کی توقع بھی نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ ہمارا پورا نظام ستر سال سے انہی چیزوں پر قائم ہے۔ اگر تو لیڈر شپ کی سوچ ٹھیک ہے اور وہ اس نظام کو ٹھیک کرنا چاہیں گے تو انہیں یہ بہت آہستگی سے کرنا پڑے گا۔ اگر انہوں نے اوپر سے تبدیلی لانی شروع کر دی یعنی اپنے آپ کو تبدیل کرنا شروع کر دیا تو پھر یہ مثال تیزی سے نیچے کی طرف جائے گی۔ آج کل بھی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جس ادارے کا سربراہ ٹھیک ہوتا ہے تو وہ ادارہ بہت تیزی سے ترقی کرتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اگر تو لیڈر شپ کی سوچ درست سمت میں ہو اور وہ ایک مثال قائم کرنے میں کامیاب

> **سب سے بڑا چیلنج تو نیشنل سکیورٹی کا مسئلہ ہے۔ حالیہ انتخابات میں بھی بم دھماکے ہوئے ہیں جس سے دہشت گردی کا مسئلہ دوبارہ کھڑا ہوا ہے۔**

ہو جائے تو اس سے کرپٹ لوگوں کو کھل کر کرپشن کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر شاہ خرچیوں پر بھی قابو پا لیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ کامیابی کے راستے پر ہم گامزن ہو جائیں گے۔

سوال: پی ٹی آئی حکومت کے مقابلے میں دوسری جماعتیں اکٹھی ہو گئی ہیں اور ایک مضبوط اپوزیشن قائم ہونے جا رہی ہے۔ ان جماعتوں کو عمران سے کیا خوف ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ ہماری تاریخی روایت چلی آ رہی ہے کہ جو بھی حکمران بنا اس کے خلاف دوسری جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہو گئیں۔ لیکن صرف اکٹھے ہونے سے مضبوط اپوزیشن نہیں بنتی بلکہ اپوزیشن میں موجود لوگوں میں صلاحیتیں ہونی چاہیے۔ یعنی ان میں بات کرنے کا سلیقہ ہو، آئین اور قانون کا علم ہو، حکومت کی پالیسیوں پر ان کی دوررس نگاہ ہو، حکومت اگر کوئی غلط قدم اٹھائے تو اس پر وہ تنقید کرنا جانتے ہوں تب مضبوط اپوزیشن بنے گی۔ ورنہ سو آدمی گونگے بٹھا دیں تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے سینکڑوں اسمبلی ممبران ایسے ہیں جنہوں نے اسمبلی میں پانچ سال گزار لیے لیکن انہوں نے ایک بات بھی نہیں کی۔

سوال: اگر عمران خان قوم کی امیدوں پر پورا نہ اتر سکا تو کیا ہوگا؟

پرویز اقبال: ہم تو ہر نئے آنے والے حکمران کے ساتھ اُمیدیں لگا لیتے ہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ عمران کے ساتھ کس طرح کے لوگ ہیں اور پی ٹی آئی کی جو کارکردگی کے پی کے میں رہی ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ انہوں نے وہاں جتنا کام کیا ہے انہیں وہاں کا رزلٹ بہت اچھا ملا۔ اگر اسی طرح کا ہی کام وہ پورے پاکستان میں کر لے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے کچھ کام کیا ہے اور اس کے اچھے نتائج نکلیں گے۔

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں لوگوں کی سوچ اور ووٹ ڈالنے کے انداز میں فرق آیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ زیادہ تر قومی معاملے میں لوگوں کو ووٹ دیتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر بھٹو کو ووٹ ملتا تھا تو وہ اس کا قومی نعرہ تھا کہ ’’بھارت سے ایک ہزار سال تک جنگ لڑیں گے۔‘‘ حالانکہ اس کا دوسرا نعرہ بھی تھا کہ روٹی کپڑا اور مکان۔ لیکن پہلے والے نعرے نے بہت زیادہ اس کو پاپولر کیا تھا۔ لیکن اب انداز وہ نہیں رہا۔ اب عوامی لحاظ سے اس سوچ میں پستی آئی ہے۔ اب لوگ ووٹ دینے کے حوالے سے ترقیاتی کاموں کو دیکھتے ہیں اور قومی و ملی جذبہ بہت کم ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں حوالوں سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے عام آدمی کی توقعات تو اس کی اپنی ضروریات کے حوالے سے ہیں کہ مہنگائی اتنی ہو گئی وغیرہ۔ لیکن معاشرے کے سلجھے ہوئے لوگ جو قومی معاملات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں ان کی نظر ہماری خارجہ پالیسی پر ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اس وقت امریکہ کا ٹارگٹ نمبر ایک ہے۔ اس کے لیے نئی حکومت کو کافی مشکل ہوگی کہ امریکہ کو کیسے ڈیل کیا جائے۔ کیونکہ ہم معاشی لحاظ سے زمین بوس ہو چکے ہیں۔ اس وقت جتنی بری حالت ہماری معیشت کی ہے اتنی بری تو 1948ء میں بھی نہیں تھی۔ ہمارا حالیہ بجٹ خسارے کا ہے۔ عوام کے سامنے یہ بات ہے ہی نہیں کہ ہمارا قومی مفاد کیا ہے؟ امریکہ کے سامنے کھڑے ہو جانا، بھارت کی بالادستی کو قبول نہ کرنا۔ یہ چیزیں ہماری اکثریت کے سامنے بالکل نہیں ہیں۔ لہٰذا جب تک وہ دونوں محاذوں پر کام نہیں کرے گا اسے کامیابی ملنی بہت مشکل ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو۔

سوال: کیا الیکشن 2018ء میں انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ ہار گئی اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ جیت گئی؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کی بات بالکل درست ہے۔ کیونکہ اس کے ثبوت ہیں۔ پچھلے تین ماہ میں تمام امریکی و یورپی اخبارات میں پاکستانی آرمی اور عمران خان کو بہت زیادہ ٹارگٹ کیا گیا۔ کیونکہ انہیں یہی نظر آ رہا تھا کہ ہماری آرمی یا اسٹیبلشمنٹ کا انداز اینٹی نواز تھا جو پھر خود بخود اینٹی عمران بن جاتا ہے۔ لہٰذا واشنگٹن پوسٹ اور دوسرے اخبارات نے پاکستانی آرمی کے بارے میں ایسے ایسے الفاظ استعمال کیے کہ جن سے صاف لگتا تھا کہ وہ عمران کو یہاں نہیں لانا چاہتے تھے۔ اسی لیے تو اس دفعہ اسٹیبلشمنٹ اس معاملے میں پہلے سے زیادہ بدنام ہوئی ہے۔

سوال: نئی آنے والی حکومت کو کون کون سے چیلنجز درپیش ہوں گے؟

پرویز اقبال: سب سے بڑا چیلنج تو نیشنل سیکیورٹی کا مسئلہ ہے۔ حالیہ انتخابات میں بھی بم دھماکے ہوئے ہیں جس سے پھر دہشت گردی کا مسئلہ دوبارہ کھڑا ہوا ہے۔ دوسرا مسئلہ معیشت کا ہے۔ جس کی حالت پہلے سے بھی بہت زیادہ خراب ہے۔ اگر سی پیک منصوبے کو ہی ایک مضبوط بنیادیں فراہم کر دیں تو یہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ عالمی طاقتوں نے ہمیں گرے لسٹ میں شامل کیا ہوا ہے۔ اس سے نکلنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ ان پابندیوں میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس گورنمنٹ کو قائم رکھنا بہت بڑا چیلنج ہوگا کیونکہ دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر یہ حکومت بنا رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: سب سے بڑا مسئلہ تو معاشی ہی ہے۔ کیونکہ ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں قرضے بھی بہت زیادہ لیے ہیں اور اس کے اوپر سود بھی بہت زیادہ لیا ہے۔ یہ سب ادا کرنا بہت بڑا چیلنج ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں معاشی معاملہ میں اس پر جلدی تنقید نہیں کرنی چاہیے کیونکہ انہیں معیشت بہت بری حالت میں ملی ہے بلکہ قرضہ ہی ملا ہے۔ معاشی ماہرین نے کہا ہے کہ پاکستان اس وقت معاشی لحاظ سے بہت بری طرح دلدل میں پھنس گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عمران خان کے مزاج کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ کیونکہ اسٹیبلشمنٹ نے فارن پالیسی اور دفاع کے محکمے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں یعنی کافی عرصے سے وہ اس پر قابض ہے۔ فوج کے ہاں لچک ہے۔ وہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہمارا کوئی فوری نقصان نہ ہو جائے لیکن اس شخص میں ایسی لچک نہیں ہے بلکہ جذباتی زیادہ ہے۔ جب یہ صورت حال ہوگی تو پھر اس کے اور اسٹیبلشمنٹ کے درمیان جھگڑا کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ فارن پالیسی یا دفاع میں جب یہ کہے گا کہ میں نہیں مانتا تو پھر کلیش کا امکان پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ انٹرنیشنل میڈیا ہمارے وزیراعظم اور اسٹیبلشمنٹ کے درمیان تعلقات کو بگاڑنے میں بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ عمران خان کو انٹرنیشنل میڈیا کی چالوں سے ہوشیار رہنا ہوگا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں سول اور عسکری قیادت کا تصادم اپنی انا کی بنیاد پر پیدا ہوا ہے۔ یعنی بہت چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔

سوال: ملکی سیکیورٹی خاص طور پر ڈرون حملوں کے حوالے سے عمران خان کیا موقف اختیار کرے گا؟

ایوب بیگ مرزا: عمران خان اس حوالے سے پہلے بہت سٹینڈ لیتا تھا اور اگر اب اس نے سٹینڈ نہ لیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ اپنے بنیادی موقف سے منحرف ہو گیا ہے۔ اسے سٹینڈ لینا چاہیے اور اس سے یہ توقع ہے کہ وہ سٹینڈ لے گا۔ فرض کرو جب ڈرون حملہ ہوتا ہے تو اس کی خبر تو ہماری فوج کو ہوتی ہے سول حکومت کو تو کچھ نہیں پتا چلتا۔ بہر حال اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر وہ سخت موقف اختیار کرے کہ آئندہ ڈرون حملہ نہیں ہونا چاہیے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت
إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ سرگودھا غربی کے ملتزم رفیق ریاض احمد گھمن وفات پا گئے

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے منفرد رفیق جناب حسین بخش وفات پا گئے۔

☆ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم اختر کالونی کے ملتزم رفیق جناب راجہ محمد فاضل وفات پا گئے۔

☆ میانوالی کے مقامی امیر محترم نور خان کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0332-7722972

☆ ملتان غربی کے مبتدی رفیق جناب امتیاز حسین بلوچ کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-6239892

☆ حلقہ اسلام آباد، چک شہزاد کے امیر جناب محمد نواز خان کی والدہ وفات پا گئیں

برائے تعزیت (بیٹا): 0300-6040055

☆ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور شہر کے رفیق محترم عطاء اللہ شاہ کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی کے معتمد شہباز طاہر کے ماموں وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی
اور
حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں
بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ
☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 50 روپے ☆ (اشاعت عام) 35 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون 03-35869501
maktaba@tanzeem.org

دیکھیں کیا گزرے ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

انتخابی عمل سے عہدہ برآ ہو کر اب پاکستان حکومت سازی اور وزیراعظم کے انتخاب اور حلف برداری کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔ دنیا بھر میں یہ عمل نہایت دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے۔ عالمی میڈیا نے بھی انتخابات بارے تبصرے، تجزیے چھاپے۔ بھارت، امریکہ، یورپ بالخصوص برطانیہ میں۔ سب ہی جگہ سیاسی جماعتوں کی طرف سے دھاندلی کے الزامات (ماسوا پی ٹی آئی)، انتخابی عمل میں خفیہ عمل دخل اور عمران خان کے ابھرنے کے امکانات، خبر مشترک رہے۔ رینڈ کارپوریشن نے مسلم دنیا کو کنٹرول کرنے کے لیے جو رینڈ رپورٹ (شیرل برنارڈ، 2004) شائع کی تھی، اس کا عکس انتخابات اور 'مطلوبہ نتائج' کے حصول کو یقینی بنانے کی چاہت میں سرسراتا دیکھا جاسکتا ہے۔

حقیقی اسلام، حکمرانی کا دعوے دار اسلام، قرآن وسنت والا اسلام 'رینڈ' کے ہاں بنیاد پرست کہلاتا ہے۔ دنیا میں غلبۂ اسلام کی خواہش رکھنے والے اس اسلام پر یہ رپورٹ شعلہ فشاں، آتش بداماں ہے! صفحۂ ہستی سے اسے مٹا دینا چاہتی ہے۔ بنیاد پرست اور روایت پرست مسلمانوں کو کبھی متحد نہ ہونے دیا جائے۔ انہیں تقسیم کر کے باہم دست وگریباں رکھا جائے، کا فارمولا دیا گیا ہے۔ وہ بھی حالیہ انتخابات میں پورا کر دیا گیا۔ یوں دینی ووٹ کے منقسم ہو کر کمزور پڑنے پر برملا مغرب نے اظہارِ اطمینان فرمایا۔ رینڈ رپورٹ کے مطابق امریکی یورپی اشرافیہ کے ساتھ صرف ماڈرنسٹ اور صوفی (بنیاد پرستوں کے خلاف جنگ میں) چل سکتے ہیں۔ وہ جدت پسند جو اسلامی فکر وعمل میں دوررس تبدیلیاں چاہتے ہیں۔ نیز وہ سیکولر جو مذہب کے سیاست اور حکومت سے الگ رہنے اور اس کے نجی معاملہ ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ صوفی، وہ جو دنیا سے الگ تھلگ بے ضرر پُرامن رجحانات کے حامل ہیں۔

کیا یہ محض اتفاق ہے کہ عمران خان دونوں مطلوبہ اوصاف کا حامل ہے۔؟ ماڈرنسٹ، جس نے کتے نکال دینے کے بعد بشریٰ بی بی کے 'صوفی' (مزار پر سجدہ ریز) مرنجاں مرنج جنتر منتر اسلام پر بیعت کر لی؟ فی الوقت تو وزارتِ عظمیٰ تک پہنچنے کے لیے جس عدد کی ضرورت ہے اس کے لیے جوڑ توڑ، گٹھ جوڑ، لوٹا گردی زوروں پر ہے۔ عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب...... سو' ترین پرائیوٹ جیٹ سروس' زوروں پر ہے! آزاد ارکان ریڈزون میں پوش ہوٹل میں (محصور) وی آئی پی بنا کر چھپا لیے گئے۔ لوٹے پر سونے کی زنجیر وتالا!

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک!

یا کہیے دیکھیں کیا گزرے ہے 'کُرتے' پہ 'شیروانی' ہونے تک! اچانک دیگر سیاسی پارٹیوں نے اپنی مشترکہ حکومت بنانے کی کوششوں کا یک جان ہو کر آغاز کر دیا ہے! شیری رحمان نے خبر دیتے ہوئے 'ن' لیگ سے وزیراعظم، پیپلز پارٹی سے سپیکر اور متحدہ مجلس عمل سے ڈپٹی سپیکر لانے پر اتفاق رائے کا مژدہ سناتے ہوئے طبل جنگ بھی ساتھ ہی بجا دیا ہے۔ 'تمام سیاسی جماعتوں کی جانب سے مشترکہ وائٹ پیپر 'دھاندلی' پر جاری کیا جائے گا'۔ تمام جماعتیں آئین اور جمہوریت بچانے کے لیے یکجا کٹھ پتلی حکومت کے خلاف لڑیں گی، کا اعلان ہو گیا ہے۔

ادھر حکمرانی کا ہما اگر عمران خان کے سر پر بیٹھ بھی گیا تو ملک کی معاشی بدحالی، پیچیدہ عالمی حالات کا سامنا، امریکہ بھارت کے مطالبات کی لامنتہا فہرست، افغانستان کے دگرگوں معاملات میں طالبان، امریکہ اور کٹھ پتلی حکومت مابین پاکستان سے توقعات بھاری بھرکم چیلنج لیے ہوئے ہیں۔ یہ کرسیٔ اقتدار اب پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں بھرا تاج سر پر رکھنے کو ہے۔ یہ سوالیہ نشان مزید ہے کہ کیا سویلین حکومت آزادانہ چل پائے گی؟ کیا یہ واقعی عوام کی حکومت ہوگی؟ خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی، بجٹ، دفاعی معاملات؟ تبدیلی تو جب آئے اگر چہرے اور دل بدلیں۔ ماسک بدلنے سے کیا ہوگا! گھوم پھر کر وہی افراد پارٹیاں بدلتے کرسی پر آن بیٹھتے ہیں۔ میوزیکل چیئرز کے اس کھیل میں مجموعی طور پر کھلاڑی نہیں بدلتے امنگوں امیدوں آرزوؤں کے محلات زمین بوس ہوجاتے ہیں۔

نہ تم بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیونکر اعتبار انقلابِ آسماں کر لوں!

لوٹا ہمارے سیاسی نظام کا متبرک اٹوٹ انگ ہے۔ مغرب لاکھ بغلیں بجائے، لوٹے والی سرکار نہ مغرب پرست ہوتی ہے نہ اسلام پسند، نہ جمہوریت پرست۔ صرف شکم پرستی کا مذہب رکھتی ہے۔ اقتدار کی ساری کرسیاں زر کی ستار العیوبی وقاضی الحاجاتی پر یقین کامل رکھنے والوں سے ہی پُر ہوتی ہیں۔ حکومت ڈنڈے سے استوار ہوتی ہے۔ ('عصانہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد' پر ایمان رکھتے ہیں گرچہ بہ اندازِ دگر!) اور 'کون بنے گا رب پتی، کھرب پتی' کے راگ الاپتی ہے۔

امریکہ بیچارہ افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت پر بھی خون کے آنسو روتا رہا۔ کھربوں لٹا کر بھی امریکہ کی دال نہ گلی۔ یہاں بھی ڈومور کرتے کی سانسیں اکھڑنے کو آگئیں۔ عمران خان پہلے 100 دنوں کے وعدے کر بیٹھے ہیں اپنے منشور میں۔ دن کھٹا کھٹ گزر رہے ہیں گزر جائیں گے۔ عوام منہ اور آنکھیں پھاڑے ابھی سے 50 لاکھ گھروں اور بے روزگار، ایک کروڑ نوکریوں کی راہ تک رہے ہیں۔ اگرچہ اب انگلی والا ایمپائر ان کے ساتھ کھڑا ہے لیکن دھرنا دار اپوزیشن کی سنت جو عمران خان نے جاری کی تھی...... دہرائے جانے کے امکانات پورے ہیں۔ خان صاحب یہ بات پلّے سے باندھ لیں کہ ہمراہ بے شک وہ سیکولر ماڈرنسٹ بارات رکھتے ہیں تاہم عوام کے احساسات کا پاس انہیں کرنا ہوگا۔

بالخصوص ناموسِ رسالتؐ، ختم نبوتؐ جیسے ایشوز پر۔ یہ وہ ہائی ٹینشن تاریں ہیں جنہیں چھو کر پچھلی حکومت بھسم ہوگئی تھی۔ عند اللہ بھی اور عند الخلائق بھی، کچھ سرخ لکیریں ہیں۔ خبردار! فلا تقربوھا...... فلا تعتدوھا...... ان کے قریب بھی نہ پھٹکو، انہیں ہرگز نہ پھلانگو۔ عوام کے دینی احساسات وجذبات اور شعائر اللہ بارے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ رینڈ کارپوریشن کی کاغذی گرم گفتاری

کے جھانسے میں آکر کوئی غلط قدم نہ اٹھے۔ سوشل میڈیا پر تھرکتی انگلیوں اور دھرنوں میں ڈی جے کی دھنوں پر رقص کنندگان، پاکستان کے اصل عوام نہیں۔ مسلمہ اقدار اور شعائر بارے، اس قوم کے جذبات سے کھیلنے کی حماقت کوئی نہ کرے۔ مغرب لاکھ خوشیاں منائے دینی جماعتیں انتخابات میں مسترد ہونے پر، لیکن وہ جو دیوانے خواب دیکھتے ہیں وہ یہ قوم کبھی پورے نہ ہونے دے گی۔ افغانستان میں اپنی دانشوریاں، سائنس ٹیکنالوجیاں، کھربوں ڈالر، عسکری مہارتیں سبھی 17 سال آزما دیکھیں۔ اب ٹرمپ جیسا شوریدہ سر، طالبان سے مذاکرات پر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوا ہے۔ پاکستان کی طرف مدد طلب مگر خشونت بھری تیوری چڑھائے دیکھ رہا ہے۔ اور طالبان برسرزمین 70فی صد سے زائد علاقے پر قابض اور افغان عوام کے دلوں پر حکمرانی کر رہے ہیں! رہے نام اللہ کا!

دنیا کی ساری ایمان وکفر مابین جنگیں غزوۂ بدر کی بیٹیاں ہیں۔ جلد یا بدیر ہر جگہ اللہ کی مدد اترتی ہے اور کفر منہ کی کھاتا ہے۔ ابوجہل نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر جو دعا کی تھی: 'خدایا دونوں گروہوں میں سے جو بہتر ہے اس کو فتح عطا کر۔ ہم میں سے جو برسرحق ہو اسے فتح دے اور جو برسرظلم ہو اسے رسوا کر دے۔' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی منہ مانگی دعائیں حرف بحرف پوری کر دیں تھیں! وہ دعا چودہ صدیوں کا فاصلہ طے کر کے ہر معرکۂ حق وباطل میں کھڑے ہو کر فیصلہ بالآخر سنا دیتی ہے۔

مسلم دنیا کی دین پرستی کا قلع قمع کرنے والے، مصر میں جمہوریت کے ذریعے اسلام لانے کے جرم میں اخوان کو پھانسی کے تختوں پر پہنچانے والے (600 اخوانیوں کو سزائے موت سنائی گئی) ذرا اسرائیل کو بھی تو دیکھیں! وہاں پارلیمنٹ نے اسرائیل کو یہودی قومی ریاست قرار دے دیا ہے! وہاں مذہبی رجحانات کو سیاسی حکومتی جامہ پہنانے پر رینڈ فتویٰ نہیں جھاڑتی؟ ترکی اور پاکستان کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھتی ہے کہ اسلام ریاست پر نہ آ بیٹھے۔ تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی! اخوان المسلمون کو تو امریکہ بھی دہشت گرد قرار دینے چلا ہے۔ جبکہ مصر میں مصری عدالت اور فوج کے ہاتھوں اسلامی رجحانات کی بیخ کنی جاری ہے۔ روئے زمین پر خالق و مالک ارض وسماء کی حکمرانی کا خواب نوچ لینا۔ یہ ہے عالمی ایجنڈہ..... لیکن آفتاب پہ تھوکا منہ پر آیا

❁❁❁

بقیہ: عِصیان

کی ذمہ داری ہے۔

11۔ کثرتِ گناہ کی وجہ سے دل سے گناہ کی مضرت کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور یہی ہلاکت کی علامت ہے۔

12۔ معصیت، ذلت کا سبب بنتی ہے، عزت تو بس اللہ کی اطاعت ہی میں ہے۔

13۔ معاصی، عقل میں فساد پیدا کر دیتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے عقل کا نور بجھ جاتا ہے، جب نور بجھ گیا تو ضعف اور فساد لازمی ہے۔

14۔ بار بار گناہ کرنے سے دل پر مہر لگ جاتی ہے پھر اس پر کوئی آیت، کوئی حدیث اور کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی۔

15۔ گناہوں کی وجہ سے ہر جگہ فساد برپا ہو جاتا ہے۔ کیا پانی اور کیا ہوا، کیا کھیتیاں اور کیا مکانات کوئی چیز بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔

16۔ معصیت، حیا کو ختم کر دیتی ہے...... حیا جو کہ دل کی زندگی اور ہر خیر کی بنیاد ہے۔

17۔ گناہوں پر جری ہونا دلیل اور نشانی ہے ایمان کے ضعف کی ظلمتِ قلب کی اور بصیرت کے فقدان کی۔

18۔ جسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو، وہ جان لے کہ اللہ نے اسے اس کی سرکشی کی وجہ سے نفس اور شیطان کے حوالے کر دیا ہے۔

19۔ گناہ، انسان کو احسانی کیفیت سے محروم کر دیتے ہیں۔

20۔ گناہوں کی وجہ سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں اور مصیبتیں اور پریشانیاں نازل ہونے لگتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قولِ زریں ہے: ''مصیبت آتی تو ہے گناہ کی وجہ سے اور دور ہوتی ہے صرف توبہ کی وجہ سے۔''

(ماخوذ از نضرۃ النعیم: 10/ 5009، 5010)

❁❁❁

❁ علامہ اقبال کس طرح کی مسلم ریاست کے قیام کے خواہاں تھے؟

❁ قائداعظم پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے یا اسلامی نظریاتی ریاست؟

❁ نظریۂ پاکستان سے انحراف کے کیا نتائج سامنے آ چکے ہیں اور مزید کن نتائج کا اندیشہ ہے؟

❁ پاکستان کی نظریاتی اساس کو مستحکم کرنے کا واحد طریقہ کیا ہے؟

❁ یہ سب کچھ جاننے کے لیے مطالعہ کیجیے:

علامہ اقبال، قائداعظم اور نظریۂ پاکستان
اور
اس نظریے سے انحراف کے نتائج

بانی تنظیم اسلامی وداعیٔ تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کا انتہائی فکر انگیز خطاب

☆ معیاری کمپوزنگ ☆ عمدہ طباعت ☆ 64 صفحات

اشاعت خاص 50 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

عِصیان

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

اردو میں ''عصیان'' کا معنی نافرمانی اور گناہ کیا جاتا ہے۔ ایک مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی زندگی کے ہر شعبے میں اطاعت کرے۔ جب وہ ایسا نہیں کرتا تو گناہ گار شمار ہوتا ہے۔ فیلسوفِ اسلام امام ابن قیم ؒ اپنی لاجواب کتاب ''الجواب الکافی'' میں فرماتے ہیں کہ گناہ کا دل پر وہی اثر ہوتا ہے جو زہر کا جسم پر ہوتا ہے۔ البتہ اس ضرر اور اثر کے درجات مختلف ہوتے ہیں۔ دیکھا جائے تو دنیا اور آخرت کے جتنے بھی شر ہیں وہ گناہوں ہی کی وجہ سے تو ہیں کبھی سوچیے تو سہی!

وہ کیا چیز تھی جس نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو لذت و نعمت اور فرحت و بشاشت کے گھر (جنت) سے نکال کر غموں اور پریشانیوں، ہموم و افکار کے گھر (دنیا) میں پہنچا دیا؟ وہ کیا سبب تھا جس کی وجہ سے ابلیس کو آسمانوں کی ملکوت سے نکلنا پڑا، وہ دائمی لعنت کا مستحق بنا۔ اس کے ظاہر اور باطن کو مسخ کر دیا گیا۔ قرب کو بُعد میں، رحمت کو لعنت میں، جمال کو قبح میں اور جنت کو آگ میں بدل دیا گیا؟

آخر کیا وجہ تھی کہ اہلِ زمین کو پانی کی طوفانی موجوں میں غرق کر دیا گیا، یہاں تک کہ پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی تجاوز کر گیا؟ قومِ عاد پر ایسی ہوا کیوں مسلط کی گئی جس نے انہیں اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخا، ان کی بدبودار لاشوں کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا گویا کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں؟

قومِ ثمود کو اس خوفناک زلزلے اور چنگھاڑ کا کیوں سامنا کرنا پڑا جس سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے؟ زمین پر شاداں و فرحاں بسنے والی قوم لوط کی بستیوں کو آسمانوں کے قریب تک اٹھایا گیا یہاں تک کہ ان کے کتوں کے بھونکنے کی آواز اہلِ آسمان نے سن لی۔ پھر انہیں پٹخ دیا گیا۔ اوپر کو نیچے کر دیا گیا اور وہ سب ہلاک ہو کر رہ گئے؟ اہلِ مدین پر بادل کا عذاب کیوں آیا جسے دیکھ کر وہ سمجھے تھے کہ ان پر بارش برسے گی، لیکن اس بادل سے آگ برسی جس نے انہیں زندہ جلا دیا؟

فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں کیوں ڈبو دیا گیا؟ ان کے جسم غرق ہو گئے اور ان کی روحیں جلنے کے لیے رہ گئیں؟ سورۃ یٰسین میں جن سرکشوں کا ذکر ہے وہ ایک ہی چیخ میں بجھی ہوئی راکھ کیوں بن گئے؟

وہ بنی اسرائیل جنہیں اللہ کے چہیتے اور انبیاء کی اولاد ہونے کا دعویٰ تھا، ان پر ایسی وحشی اور طاقتور قوم کیوں مسلط کر دی گئی جو گھروں میں گھس گئی۔ انہوں نے مردوں کو قتل کر دیا، خواتین اور بچوں کو گرفتار کر لیا، گھر جلا دیئے، اموال لوٹ لیے، کچھ عرصہ کے وقفہ اور مہلت کے بعد دوبارہ ان کے ساتھ یونہی ہوا اور انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا گیا؟ (الجواب الکافی: 46،47)

آخر سوچیے تو سہی! اور سوچنے میں حرج ہی کیا ہے کہ ان اقوام پر تباہی و بربادی اور عذاب اور ہلاکت مسلط کیے جانے کا کیا سبب تھا؟ اللہ کی قسم! اس کا سبب سوائے اللہ کی نافرمانی کے اور کچھ نہ تھا، جو قومیں اور افراد مرضِ عصیان میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور توبہ کے ذریعے اس سے شفا پانے کی نہ تدبیر کرتے ہیں اور نہ کوشش کرتے ہیں تو ان کے ساتھ یونہی ہوتا ہے۔ یہی تاریخ کی گواہی ہے اور یہی ہمارے رب کا اعلان ہے، سورۂ نساء میں ہے: ''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اللہ اسے آگ میں داخل کر دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔'' (النساء: 14)

حضور اکرم ﷺ نے بھی بتا دیا کہ نجات صرف میری اطاعت میں ہے اور جو معصیت کا راستہ اختیار کریں گے ان کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔'' (رواہ البخاری)

کتاب و سنت کے نصوص اور صحابہ اور علماء و اتقیاء کے آثار و اقوال سے گناہوں کے جو نقصانات ثابت ہوتے ہیں ہم ذیل میں ان میں سے کچھ نقل کرتے ہیں۔

1۔ علم سے محرومی...... کیونکہ علم ایک نور ہے جسے دل میں القاء کیا جاتا ہے، جب کہ معصیت اس نور کو بجھا دیتی ہے۔

2۔ رزق سے محرومی...... جیسے تقویٰ سے رزق میں برکت ہوتی ہے، اسی طرح ترکِ تقویٰ سے فقر و فاقہ پیدا ہوتا ہے۔

3۔ طاعت سے محرومی...... غور کیا جائے تو معصیت کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک کی اطاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

4۔ معاصی کی وجہ سے دل اور بدن دونوں ضعف کا شکار ہو جاتے ہیں۔

5۔ گناہ، عمر کو گھٹا دیتے ہیں اور برکت ختم ہو جاتی ہے۔

6۔ معاصی دوسرے معاصی کی پیداوار کا ذریعہ بنتے ہیں، شراب نوشی یا بدنظری ہی کو لے لیجیے کہ یہ انسان کو کشاں کشاں زنا کی طرف لے جاتے ہیں۔

7۔ مسلسل گناہ کرنے کی وجہ سے گناہ کے عزائم قوی ہو جاتے ہیں اور توبہ کا ارادہ کمزور پڑ جاتا ہے، یہاں تک کہ ہوتے ہوتے دل سے توبہ کا ارادہ کلی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

8۔ ہر گناہ تباہ شدہ قوموں کی میراث ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا ان کا وارث، میراث بھی بدترین اور وارث بھی بدترین!

9۔ معصیت کی وجہ سے بندہ اللہ کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے، بعض اوقات نجاست کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل!

10۔ گناہوں کی نحوست کے اثر سے غیر گناہ گار بلکہ حیوان بھی محفوظ نہیں رہتے، جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو سب ہی متاثر ہوتے ہیں اس لیے گناہ گار کو سمجھانا اور اس کا ہاتھ روکنا سب (باقی صفحہ 14 پر)

گھر کے تمام افراد کا صرف ایک قربانی کر دینا کافی نہیں؟

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

ان دنوں بعض حضرات کی طرف سے قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روح کے برخلاف کہا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تاریخی واقعہ کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں کی جانے والی قربانی میں زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے بجائے پورے گھر کی جانب سے صرف ایک قربانی کردی جائے کیونکہ بعض صحابۂ کرام اپنے پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کیا کرتے تھے۔

پہلی بات تو عرض ہے یہ بات نفلی قربانی کے متعلق ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے قربانی کا واجب ہونا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قربانی کرنے کا حکم دیا ہے اور حکم عمومی طور پر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ سے کسی ایک سال بھی قربانی نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عیدگاہ کے قریب بھی نہ جائیں۔ اس نوعیت کی وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے بھی کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس سے نفلی قربانی ہی مراد ہے۔ اسی طرح جن احادیث میں گھر کی طرف سے ایک قربانی کا ذکر آیا ہے اُس سے نفلی قربانی مراد ہے۔

دوسری بات عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ ان ایام میں بڑھ چڑھ کر قربانی میں حصہ لیا جائے کیونکہ تمام فقہاء وعلماء کرام قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہیں اور قربانی کے ایام میں کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ بذات خود نماز عیدالاضحیٰ سے فراغت کے بعد قربانی فرماتے تھے، نبی اکرم ﷺ کی قربانی کرنے کا ذکر حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں ہے۔ آپ نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے گھر والوں اور امت مسلمہ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ کے گھر میں کبھی کبھی پکانے کی اشیاء موجود نہ ہونے کی وجہ سے دو دو مہینے تک چولھا نہیں جلتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر بھی باندھے۔ حضور اکرم ﷺ پوری زندگی میں ایک بار بھی صاحب استطاعت نہیں بنے یعنی پوری زندگی میں آپ ﷺ پر ایک مرتبہ بھی زکوۃ فرض نہیں ہوئی، لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔ نیز آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر انہیں قربانی کے ایام میں ایک دو نہیں، دس بیس نہیں سو اونٹوں کی قربانی دی، ان میں سے 63 اونٹ نبی اکرم ﷺ نے بذات خود نحر (ذبح) کئے اور باقی 37 اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر (ذبح) کئے۔ حج اور عید الاضحیٰ کے ایام میں قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ کے حکم سے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی اتباع میں کی جاتی ہے۔ اور دونوں کے احکام ایک ہی ہیں، یعنی جانور کی عمر وغیرہ اور حصوں میں شرکت کی تعداد کے اعتبار سے حج اور عیدالاضحیٰ کی قربانی کے احکام یکساں ہیں۔

تیسری بات عرض ہے کہ جانوروں کی قربانی سے اللہ کا تقرب حاصل ہونا صرف مذہب اسلام میں نہیں بلکہ دنیا کے دیگر مذاہب میں بھی ہے اور حضور اکرم ﷺ سے قبل دیگر انبیاء کرام کی تعلیمات میں بھی قربانی کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عظیم واقعہ مشہور ومعروف ہے۔ جب قربانی سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے تو اس میں بڑھ چڑھ کر ہی حصہ لینا چاہیے۔

چوتھی بات عرض ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عمومی طور پر صحابۂ کرام کے معاشی حالات بہتر نہیں تھے، نیز صحابۂ کرام کو اپنے مال کا اچھا خاصہ حصہ جہاد وغیرہ میں بھی لگانا ہوتا تھا، اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ صحابۂ کرام کو قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تعلیم دیتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ اپنی امت پر شفقت کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

پانچویں بات عرض ہے کہ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ اور بڑے بڑے تابعین کی صحبت میں قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور اسی طرح علماء احناف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر صاحب حیثیت پر اس کے وجوب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مالکؒ بھی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ایک قول بھی قربانی کے وجوب کا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے واجب ہونے کے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے۔ "جواہر الاکلیل شرح مختصر خلیل" میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا موقف تحریر ہے کہ اگر کسی شہر کے سارے لوگ قربانی ترک کردیں تو ان سے قتال کیا جائے گا کیونکہ قربانی اسلامی شعار ہے۔

ترغیب اور تعلیم یہی دی جائے گی کہ قربانی کے ایام میں زیادہ سے زیادہ قربانی کی جائے کیونکہ ان ایام میں اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر کوئی محبوب اور پسندیدہ عمل نہیں ہے، جیسا کہ سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنے قول وعمل سے پوری امت کو پیغام دیا ہے۔ دوسری بات عرض ہے کہ گھر کا مطلب زیادہ سے زیادہ شخص، اس کی بیوی اور اس کے غیر شادی شدہ بچے ہی مراد ہوسکتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے شادی ہونے کے بعد وہ مستقل ایک گھر ہوتا ہے۔

جب دلائل شرعیہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی واجب ہے تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہیے۔ اگر ایک گھر میں ایک سے زیادہ صاحب استطاعت ہیں تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہیے۔ ہاں چند حضرات (جو صاحب استطاعت نہیں ہیں) کی طرف سے ایک قربانی کرکے ان کے لیے ثواب کی نیت کی جاسکتی ہے۔ اسی لیے وہ صحابۂ کرام جن پر قربانی واجب نہیں ہوتی تھی، اپنے گھر کی طرف سے ایک نفلی قربانی کرکے ثواب میں سب کو شریک کرلیا کرتے تھے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بعد پوری امت کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

راؤ محمد سہیل

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام رفقاء کے لیے سہ ماہی تربیتی اجتماع 5 اگست بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا عنوان ''اظہار بندگی بذریعہ حج و قربانی'' رکھا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض معتمد حلقہ عبید احمد نے ادا کیے۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک مع ترجمہ سے کیا گیا۔ تلاوت و ترجمہ کی سعادت قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق جناب قاری امداد اللہ کو حاصل ہوئی۔ آپ نے سورۃ الصّٰفّٰت (آیات 99 تا 110) کی خوبصورت تلاوت مع ترجمہ پیش کی۔ تذکیر بالقرآن کے ضمن میں اولڈ سٹی تنظیم کے رفیق محمد نعمان نے ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت و فضیلت'' پر گفتگو فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی 25 سورتوں میں 63 مقامات پر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر کیا ہے اور قرآن پاک میں اُن کی دوسری صفات کے علاوہ اُن کے صدیق ہونے پر بھی مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء توحید کے علمبردار ہوتے تھے اور شرک سے اجتناب کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ ابراہیم علیہ السلام ہی کی شان ہے کہ اللہ نے قرآن میں چھ مرتبہ یہ فرمایا کہ ابراہیمؑ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ جو بھی توحید پرست بننا چاہتا ہے ان کے لیے ابراہیم علیہ السلام کی حیات بہترین پیمانہ ہے۔ تذکیر بالقرآن کے بعد معتمد حلقہ کراچی جنوبی عبید احمد نے عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت نبی ﷺ کے چند مبارک ارشادات کی روشنی میں بیان کی۔ ذوالحجہ کے ابتدائی 10 دن سال کے سب سے بہترین ایام ہیں۔ ان ایام میں کیا ہوا عمل بقیہ دنوں کے مقابلے میں بہت زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے اور 9 ذوالحجہ کے روزہ سے متعلق آپ ﷺ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ جو یوم عرفہ کا روزہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ایک سابقہ سال اور آئندہ آنے والے ایک سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ امیر مقامی تنظیم کورنگی وسطی جناب عامر خان نے مناسک حج اور ان کی حکمتیں کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے 10 ہجری میں اس کی ادائیگی کی۔ یہ ایک ایسی جامع عبادت ہے جس میں بقیہ تمام عبادات جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ سفر آخرت کی ایک بہت عمدہ مشق بھی ہے کہ دنیا میں ہی ہم اپنی محبوب ترین چیزوں کو چھوڑ کر اللہ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ بعد ازاں راقم نے بعنوان ''مقاصد ابتلاء اور مؤمنانہ کردار'' پر گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الملک کی آیت نمبر 2 میں دنیا کی زندگی کی حقیقت ابتلاء یعنی آزمائش بیان کی ہے۔ جب تک ہم اس زیاں خانے میں ہیں اچھے اور برے حالات سے ہمارا امتحان ہوتا رہے گا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں صورتیں بندہ مؤمن کے لیے خیر بن جائیں گی اگر وہ کسی نعمت کے ملنے پر شکر کرے، اور مشکل میں صبر کرتا رہے۔ بعد ازاں حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم دعوت جناب حافظ عمیر انور نے ''فضیلت و احکام قربانی'' بیان کیے۔ آپ نے کہا کہ عید الاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی کرنا مسلمانوں کی عبادت کا حصہ ہے۔ امت محمدیہ میں ہر صاحب حیثیت مسلمان پر قربانی واجب ہے اور جو قربانی نہ کرے، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص استطاعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔'' آپ نے مزید قربانی کے گوشت کا مصرف اور قربانی کے جانور کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ اوقات قربانی کا بھی تذکرہ کیا۔ بعد ازاں ملکی اور غیر ملکی حالات کا تجزیہ امیر حلقہ کے قانونی مشیر جناب کرنل (ر) محمد امین نے پیش کیا۔ آپ نے سیاسی جماعتوں کی موجودہ صورتحال، الیکشن 2018ء کے نتائج، عمران خان کی پہلی تقریر، اسرائیلی ریاست کے حالیہ اقدام، امریکہ کی افغان جنگ پالیسی اور دیگر واقعات کا تذکرہ کیا جو اس سہ ماہی میں رونما ہوئے تھے۔

وقفہ کے بعد مرکزی موضوع کی مناسبت سے بانی محترمؒ کا ویڈیو کلپ بعنوان ''امتحان سخت سہی'' اور حافظ انجینئر نوید احمدؒ کا ''ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں'' دکھائے گئے۔ بعد ازاں امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے سوال و جواب کی صورت میں 10 نکات بیان کیے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ہمیں امتحانات سے گزار کر مستقبل کی نقشہ گری کر رہا ہوتا ہے۔ بنجر زمین میں بی بی ہاجرہؓ اور دودھ پیتے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لا بسا کر رحمۃ للعالمین ﷺ کے لیے بستی بسا دی۔ اسی طرح بندہ مومن سے اللہ کسی بھی عمر میں دین کا عظیم کام لے سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھاپے میں خانہ کعبہ تعمیر کرایا تو حضرت نوح علیہ السلام سے کشتی بنوائی۔ انہوں نے کہا کہ داستانِ ابراہیم علیہ السلام میں ہمارے لیے مقامِ غور ہے کہ وہ آگ میں پڑ کر لالہ زار ہوئے اور ہم آج لالہ زاروں میں رہ کر محتاج و خوار ہیں۔ وہ اپنے آقا سے وفا کر کے خلیل ہوئے اور ہم اس سے بے وفائی کر کے ذلیل ہیں۔ ناظم رابطہ حلقہ کراچی جنوبی جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے ''ایمان و آزمائش'' پر ایمان افروز خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ ایمان ایک دعویٰ ہے اس کی دلیل آزمائش ہے۔ آزمائش جتنی سخت ہوگی اتنا ہی بڑا امتحان ہوگا۔ اللہ نے جنت کو آزمائشوں سے گھیر رکھا ہے جبکہ جہنم کو لذتوں سے گھیر دیا گیا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے آزمائش سے پناہ مانگنی چاہیے لیکن اگر کوئی آزمائش آ جائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات مبارکہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے۔ ان کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے ''فکرِ انسانیت بذریعہ دعائے خلیلؑ'' پر بیان کیا۔ آپ نے سورۃ البقرۃ آیت 129 کی روشنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے ضمن میں نبی ﷺ کے غلبہ دین کے لیے اساسی منہج اور جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ کی جامع وضاحت فرمائی۔ بعد ازاں امیر سوسائٹی تنظیم نعمان آفتاب نے ''قربانی عقل پرستی کی نفی'' کے ذیل میں قربانی کے حوالے سے چند اعتراضات کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا حکم آنے کے بعد ہمیں سوچنا نہیں بلکہ عمل کرنا چاہیے۔ حج و قربانی اللہ کا حکم ہے یہ جائز نہیں کہ حقوق العباد کو حقوق اللہ کی قیمت پر ادا کیا جائے۔ بعد ازاں رفقاء میں مقامی امراء نے مذاکرہ کروایا جس کا موضوع ''سمع و طاعت'' تھا۔ اس پروگرام کا دورانیہ 40 منٹ تھا۔ اختتامی خطاب میں امیر حلقہ نے تمام شرکاء کا عموماً اور مدرسین کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا کہ جن کی محنتوں سے تمام شرکاء عید الاضحیٰ سے قبل، قربانی کی حقیقت، فلسفہ و حکمت سے آگاہ ہو سکے۔ آپ نے سالانہ اجتماع کی ترغیب و تشویق دلاتے ہوئے تمام رفقاء سے گزارش کی کہ اس کے لیے ہر طرح سے تیاری ابھی سے شروع کر دیں۔ مزید برآں اسرہ جات و ماہانہ تربیتی اجتماعات میں شرکت کی تلقین بھی کی۔ آپ کی دعا پر یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں علم نافع عطا فرمائے۔ آمین!

Universal Lessons of Hajj

Millions of pilgrims from all over the world will be converging on Makkah in the coming days. They will retrace the footsteps of millions who have made the spiritual journey to the valley of Makkah since the time of Adam *(AS)*.

Hajj is one of the five 'pillars of Islam' (the others include a declaration of faith in one Allah *SWT*, five daily prayers, offering regular Zakat, and fasting during the month of Ramadan). Pilgrimage is a once-in-a-lifetime obligation for those who have the physical and financial ability to undertake the journey.

The Hajj is essentially a re-enactment of the rituals of the great prophets and teachers of faith, in particular Abraham *(AS)*. They also retrace the frantic footsteps of the wife of Abraham *(AS)*, Hagar *(AS)*, as she ran between the hills of Safa and Marva searching for water for her thirsty baby (which according to Muslim tradition, Allah *SWT* answered with the well of Zam Zam). Lastly, the pilgrims also commemorate the willingness of Abraham to sacrifice his son, Ishmael *(AS)* for the sake of Allah *(SWT)*. Allah *(SWT)* later substituted a ram in place of his son.

Yet, the Hajj is more than these elaborate rituals. The faithful hope that it will bring about a deep spiritual transformation, one that will make him or her a better person. If such a change within does not occur, then the Hajj is merely a physical and material exercise devoid of any spiritual significance.

Almost all religions teach that we are more than mere physical creatures in that we possess an essence beyond the material world. Indeed, this is why almost all religions have a tradition of pilgrimage. In the Islamic tradition, Hajj encapsulates this spiritual journey toward this essence.

The current state of affairs — both within and outside the Muslim world — greatly increases the relevance of some of the spiritual and universal messages inherent in the Hajj.

Indeed, the Qur'an teaches: "I shall not lose sight of the labor of any of you who labors in my way, be it man or woman; each of you is equal to the other." *(Quran 3:195)*

Clearly, the white sea of men and women side by side performing *Tawaf* (circling) around the Kaaba (the stone building Muslims believe was originally built by Adam *AS* and rebuilt by Abraham *AS* and his son Ishmael *AS*) should lay to rest any claim that Islam — as opposed to some Muslims — degrades women.

The fact that millions of Muslims transcending geographical, linguistic, level of practice, cultural, ethnic, color, economic and social barriers converge in unison on Makkah, attests to the universality of the Hajj. It plants the seed to celebrate the diversity of our common humanity. Pilgrims

return home enriched by this more pluralistic and holistic outlook and with a new appreciation for their own origins.

Muslim pilgrims take part in the day-long station at Arafat during the Hajj pilgrimage in Makkah. It is a day of atonement and reminds believers of the day of judgment where all of humanity will be taken for account for their actions.

One of the most celebrated Western Hajjis (one who has completed the Hajj), Malcolm X was so inspired by what he witnessed during Hajj, that, in letters to friends and relatives, he wrote, “America needs to understand Islam, because this is the one religion that erases from its society the race problem.”

Upon returning to America, he embarked on a mission to enlighten both blacks and whites with his new views. Malcolm X understood that in order to truly learn from the Hajj, its inherent spiritual lessons must extend beyond the fraternal ties of Muslims to forging a common humanity with others.

In fact, as part of the spiritual experience, the pilgrimage links people across religions through a past shared by several Abrahamic traditions. This combined with the Islamic teaching of the common origin of humanity holds out much hope. Indeed, the Qur’an teaches: “We created you from a single pair of a male and female (Adam and Eve), and made you into nations and tribes that ye may know each other and not that you might despise each other. The most honored of you in the sight of Allah is the most righteous of you” *(Quran 49:13)*. This is a great celebration of the differences and at the same time unity of all of humanity.

Another essential spiritual message of the Hajj is one of humility to Allah *(SWT)* and His supremacy and control over all that we know. The multitude of people and their inner beliefs and practices are all to be judged by Allah *(SWT)* and Allah *(SWT)* alone in His *(SWT)* infinite wisdom and full knowledge. Indeed, as the Qur’an insists, “Let there be no compulsion in matters of faith, truth stands out clear from error.” *(Quran 2:256)*

The result of a successful Hajj is a rich inner peace, which is manifested outwardly in the values of justice, honesty, respect, generosity, kindness, forgiveness, mercy and empathy. And it is these values – all reflection of the attributes of Allah *(SWT)* Almighty — that are indispensable to us all if we are to get along positively in this world.

Source adapted from:

http://www.islamicity.org/

دعائے صحت کی اپیل

☆ جنوبی پنجاب کی مقامی تنظیم وہاڑی کے امیر ڈاکٹر مظہر الاسلام بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مریض کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

ادارہ ’’ندائے خلافت‘‘ کی جانب سے قارئین کو

عید الاضحیٰ مبارک ہو!

قارئین نوٹ فرمالیں کہ تعطیلات کی وجہ سے ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنابریں ’’ندائے خلافت‘‘ کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

VOL : 27 **Regd. C.P.L NO. 114** No.32

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore